بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان
منتخب کلیات ظفر
در مطبع نامی منشی نولکشور طبع مقبول جہان شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف جلد اول

مقدور کس کو حمد خدای جلیل کا
اسجا پہ بے زبان ہے دہن قال و قیل کا

پانی مین اوسنے راہبری کی کلیم کی
آتش مین وہ ہوا چمن آرا خلیل کا

اوسکی مدد سے فوج ابابیل نے کیا
لشکر تباہ کعبے پہ اصحاب فیل کا

پیدا کیا وہ اوسنے بشر عوج بن عنق
پل جسکی ساق پا سے بنا رود نیل کا

پھرتا ہے اوسکے حکم سے گردون برای دن
چلتا ہے یہان عمل کوئی جر ثقیل کا

بلوا لیا اپنی دوست کو اوسنے وہان جہان
مقدور پر زدن نہ ہوا جبرئیل کا

کیا پائے کنہ ذات کو اوسکی کوئی ظفر
وان عقل کا نہ دخل نہ ہرگز دلیل کا

مژدہ ای دل کہ مری پاس وہ یار آوے گا
خاک راہ اوسکی ہنونگا وہ سوار آوے گا

اسلیے صیدگہ عشق مین ہم صید بنے
کہ کبھی صید فگن بہر شکار آوے گا

سنکر احوال جگر سوز غریب عاشق کا
کشتۂ ناز کے افسوس جنازے پہ ذرا
چارہ گر کی نہین تقصیر مبت کی ہے ہیر
شکے نالون کو مرے ہوگئی تحیر یاپی
مثل نے آگیا دم ناک مین اپنا لیکن
میری جانب سے پڑی سخت گرہ دل مین ترے
ہون وہ آزادہ کہ جون سرو کی خاطر
رات ہمسایون نے اٹھہ اٹھکے دعائین مانگین
حمد کی صانع قدرت نے وسے تیرا سا
کھلکھلا کے ہنسے گلشن مین ہزارون غنچے

ہائے افسوس تجھے غم نہوا پر نہوا
چشم پر آب تو اک دم نہوا پر نہوا
کارگر زخم پہ مرہم نہوا پر نہوا
مژگان بھی ترا نم نہوا پر نہوا
یار اپنا کبھی ہمدم نہوا پر نہوا
سست پیمان ترا محکم نہوا پر نہوا
قد تعظیم مرا خم نہوا پر نہوا
شور و نالہ مرا مدھم نہوا پر نہوا
کسی مخلوق پہ عالم نہوا پر نہوا
دل ہمارا خوش و خرم نہوا پر نہوا

ای ظفر دیکھیے عقبے مین ہو کیا حال اپنا
چین دنیا مین تو اک دم نہوا پر نہوا

آیا نہ اگر نامہ و پیغام کسیکا
دین جان تو ہم غیر کو دو بوسہ ستم ہے
اوس چشم کی گردش سے ہو دل کیونکہ نہ برباد
وہ کرتے ہین آرام سدا غیر کے گھر مین
شب ہالۂ رشک سے گردون پہ نہ نکلا

آخر ہے کوئی روز مین یہان کام کسیکا
لیجائے کوئی اور ہوا نام کسیکا
گھر چھوڑے ہے کب گردش ایام کسیکا
کیا کام اونھین جائے ہو آرام کسیکا
چھلا جو ترا دیکھا لب بام کسیکا

[illegible]

طپش سے دل کی ابھی عرش تک ہلا دونگا
نہوتا عشق کا میکش اگر خبر ہوتی
کہ ایک جام مین دونون جہان بھلا دونگا
[illegible]

پوچھ مطلب دل بیمار کا معلوم کر آیا
[illegible]

صورت ہے بتوں کی عجب اللہ کی قدرت
ہر جلوے میں اک اور ہی جلوہ نظر آیا

گر فکر میں ہو راہ کے توشہ کا کرو فکر
اے غافلو نزدیک ہے روز سفر آیا

باندھی تری ہاتھوں میں جو کل غیر نے مہندی
آنکھوں میں مری دیکھ کے لوہو اوتر آیا

لوٹیگا پڑا خاک کے بستر پہ وہ تا حشر
آرام کی گھڑی کو جو ہستی میں دھر آیا

کیا حرف زبان پر ترے آیا تھا کہ اے شمع
گلگیر ترے سر پہ جو منہ کھولکر آیا

کیا جانیے قیس پہ کیا وحشت جنوں میں
جو خاک لب آج بگولا نظر آیا

اک ہم ہی نہیں بے خبر آئے ہیں جہاں میں
جو آیا جہان میں ہے سو وہ بے خبر آیا

ہیں شرم سے عصیاں کی ہوا سر بگریبان
جس وقت خیال آہ اودھر کا ظفر آیا

اوس در پہ جو سر مار کے روتا کوئی ہوتا
تو بستر راحت پہ نسوتا کوئی ہوتا

کس کا فلک دل وہ ستم کہ مرا اشک
اک آنکھ جھپکتے میں ڈبوتا کوئی ہوتا

تھیل ہی تھا ناداں کہ تری زلف سے الجھا
یوں اپنے لیے خار نبوتا کوئی ہوتا

بلبل بھی تھی جان باختہ پروانہ بھی جانباز
پر میری طرح جان نکھوتا کوئی ہوتا

لالے کے بھی کام آتا صبا گریۂ شبنم
گر داغ جگر اشک سے دھوتا کوئی ہوتا

ہم بھی گل لخت جگر اپنے اوسے دیتے
یہ پھول جو بالو میں پروتا کوئی ہوتا

تنہائی میں اتنا تو نہ گھبراتا ظفر میں
دل گرچہ مرے پاس نہوتا کوئی ہوتا

درد سر تم جو بتاتے ہو نصیب اعدا
در پئے قتل نہیں میرے وہ قاتل اے دل

درد دل آپ کو عاشق نے ستایا ہوگا
تیغ ابرو کو جو کھینچا تو ڈرایا ہوگا

بے خطا تو نہیں ہوتے ہیں ظفر وہ برہم
زلف کو ہاتھ کہیں تو نے لگایا ہوگا

زلف میں بل اور کاکل پر خم پیچکے اوپر پیچ پڑا
وہ ہوئی سرکش تو ہوئی برہم پیچکے اوپر پیچ پڑا

دل کو پیچ و تاب الم سے دود جگر پیچیدہ دم سے
دیکھ تو کیسا عشق میں ہمدم پیچکے اوپر پیچ پڑا

پیچ سے وہ کھا یا ری یا تیں اوسکی پیچکی ساری
نکلیں اوسکی پیچ سے کیا ہم پیچکے اوپر پیچ پڑا

دل تو کمند غم میں پھنسا ہے جان سپر دام بلا ہے
عشق کے ہاتھوں ناک میں ہے دم پیچکے اوپر پیچ پڑا

یار نے جب اک پیچ پیچکر باندھا پھر سر پیچ کو سر پر
ہوگیا اپنا اور ہی عالم پیچکے اوپر پیچ پڑا

دو دو نظر فلک تار نظر کی کھنچتی ہیں دل دونو نظر سے
خوبوں کو نہیں ہے باہم پیچکے اوپر پیچ پڑا

سوتے سے اگر اٹھا کا خم تو پھول گیا گشتی اوس دم
یوں تو پڑا اور سب پہ ستم پیچکے اوپر پیچ پڑا

زلف نے کھلکے پیچ ہیں مارے پیچ میں لا لی ہی دل کو پکارے
چوٹی کھلی تو دو بھی اوس دم پیچکے اوپر پیچ پڑا

جبکہ فقط پیچ اونسے سر کو ندھکی باندھا جوڑا کا
دل نے جانا آج مسلم پیچکے اوپر پیچ پڑا

عشق ظفر کو گورکھ دھندا اوسکی کھولی پیچ کوئی کیا
ایک کھلا تو دوسرا محکم پیچکے اوپر پیچ پڑا

اشک کا قطرہ فقط کیا خدا گوہر سا بنا
بلکہ لخت دل یہ ہے یاقوت احمر سا بنا

صبحدم گلشن میں آیا میکشی کو کیا وہ گل
ہر گل لالہ جو ہے یکدست ساغر سا بنا

نام ہی کام نکلتا نہیں جو ہر اصل
تل سی عارض کی نہ ہرگز کبھی روغن نکلا

خون عاشق کا ہی گلگونہ تری عارض کو
قتل پہ وفی سے ہمارے ترا جوبن نکلا

چارہ گر بھر نشتر سے جگر کے ناسور
ایک گر بند کیا دوسرا روزن نکلا

اے ظفر نالۂ دل نے تری کچھ کی تاثیر
گھر سے گھبرا کے جو وہ غیرت گلشن نکلا

سر تلک دست ستم جو ہین ترا قاتل بڑھا
خون جسم ناتوان تل تل گھٹا تل تل بڑھا

مت گھٹا دل کو مرے بوسہ مجھے چپکے سے دے
قصہ کوتہ کر نہ اتنی بات اے جاہل بڑھا

ہر جھنور عکس رخ روشن ہی بجاے قمر
مہ جبین منہ کو ذرا اپنے لب ساحل بڑھا

دل اوٹھا کر اپنی دولت سے قناعت کی غنی
لب بہت دست ہوس اپنا نہ اے غافل بڑھا

وادی مجنون کی ایسے لیا ہی کیا دلکش زمین
اک قدم ہرگز نہ آگے ناقۂ محمل بڑھا

کوئی دم ہی بحر ہستی مین اپنی تو اے حباب
صبح دم کی بڑھ سکی کثرت جو ان شاغل بڑھا

جب ہوئی تجھکو شباہت اوس رخ پر نور سے
مرتبہ پھر اور بھی تیرا مہ کامل بڑھا

دیکھنا جھانکا کہین وہ مہر وش شاید کہ ہے
آج صبح قیامت روزن اوسکا دل بڑھا

غنچۂ گل دیکھ کر اوس شکل کے بادہ بین
دلی جو اپنا سمجھے ہم کیا کیا ہمارا دل بڑھا

جا شمع فانوس مین کیا کیا جلے غیرت سے شمع
لی جو یہ شان کی اے ظفر وہ رونق محفل بڑھا

زلف کے سایہ تلے وہ رخ اگر چھپ جائیگا
رات کو سر دیکھین پھر روے سحر چھپ جائیگا

اوس پری کی بانہیں لیلی پر جو دیکھا ہمیں نے خال
وہ مرے تعویذ ہوا دل کا اک نقطہ ہوا

تو ہی اے دل ناتوان دیکھ آہ کو مت چھوڑیو
یہ عصا تیرے لیے ہنگام پیری کا ہوا

اُف رے مرے کشتے کا سوزِ دل کہ ظالم سنگ بھی
گور پر اوس کے رہا محشر تلک جلتا ہوا

اے ظفر انجم نہیں ہیں میری تیر آہ سے
ہے مشبک سر بسر یہ گنبدِ مینا ہوا

وہ بے حجاب جو کل ہیکے یہاں شتاب آیا
اگرچہ مست تھا میں پر مجھے حجاب آیا

ادھر خیال مرے دل میں زلف کا گذرا
اودھر وہ کھاتا ہوا دل میں پیچ و تاب آیا

خیال کسکا سمایا ہے دیدہ و دل میں
نہ دنکو چین مجھے اور نہ شب کو خواب آیا

تمھاری نقش کفِ پا کے بوسہ لینے کو
زمین پہ سایے کے مانند آفتاب آیا

وہ رخ صفا ترا آئینہ روبرو جس کے
جب آیا شرم سے یہاں ہو کے غرق آب آیا

جب آیا طرۂ مشکین کا تیری دل میں خیال
زبان پہ میری وہین ذکر مشکناب آیا

ترا سخن ہے ظفر وہ کہ سامنے تیرے
ہوئی خموش سخنور نہ کچھ جواب آیا

چشم میں دنبالہ کو دیکھ اوس بت گمراہ کا
مست آہو منہ میں کیا پتا لیے ہے کاہ کا

کون ہے سیکش کہ جو ہے تیرے شیشے میں ہے دھوم
دیکھکر مینا فلک کا اور ساغر ماہ کا

خال کا کاجل سمجھ اوس نخدان کے قریب
آگیا ہے ہاتھ زنگی کے کنارہ چاہ کا

کہکشان کا خط نہیں یہ صاف آتا ہے نظر
عکس فانوس فلک میں میری شمع آہ کا

گریہ ہنگام ولادت کیوں نہو ہر طفل کو
جو ہوا دنیا میں پیدا نوحہ گر پیدا ہوا

بے شرارت کوئی ہو تو ہیں ہم وہ سنگدل
دیکھو پتھر پر گرا پتھر شرر پیدا ہوا

عکس سے آتشیں ساقی کا دریا میں پڑا
ہمسر خورشید تاباں ہر حباب پیدا ہوا

حق میں پروانوں کے تھا اک نیزۂ خورشید حشر
شمع کے سر پر جو شعلہ اے ظفر پیدا ہوا

دیگر

رات بھر مجھکو غم یار نے سونے نہ دیا
صبح کو خوف شب تار نے سونے نہ دیا

شمع کی طرح مجھے رات کٹی سولی پر
چین سے یاد قد یار نے سونے نہ دیا

یہ کراہا ترا بیمار الم درد کے ساتھ
کسی ہمسایہ کو بیمار نے سونے نہ دیا

اے دل آزار تو سویا کیا آرام سے رات
مجھے پل بھر بھی دل آزار نے سونے نہ دیا

میں وہ مجنوں ہوں کہ زنداں میں نگہبانوں کو
میری زنجیر کی جھنکار نے سونے نہ دیا

سو گئوں میں کیا مرے پاؤں کو بھی نہ نیند
آرزو وہ گل خلش خار نے سونے نہ دیا

یاس و غم رنج و تعب ہیں ہوئے دشمن جان
اے ظفر شب انہیں دو چار نے سونے نہ دیا

نہ درویشوں کا خرقہ چاہیے نے تاج شاہانا
مجھے تو ہوش دے اتنا رہوں میں تجھ پہ دیوانا

کتابوں میں دھرا کیا ہے بہت لکھ لکھ کے دھو ڈالیں
ہمارے دل پہ نقش کالحجر ہے تیرا فرمانا

غنیمت جان جو دم گذرے کیفیت سے گلشن میں
دیے جا ساقی پیماں شکن بھر بھر کے پیمانا

شوق پابوسی ہا پہونچا نہ قدمونتک ترے — تیر بسمل پانون ای قاتل کہ پر رہگیا

چشم مین آنسو کہان جو رویئے اب عجب کیا — کوئی قطرہ تھا سو وہ مژگان سی چھر کر رہگیا

جب دکھایا تو نے اپنا قد رعنا باغ مین — پھر تو خجلت سے زمین مین سرو گڑ کر رہگیا

دل مین اک مٹکا سا جو مارا کسیکی یاد نے — یہ ہوئی حالت کہ دم سینے مین اٹک کر رہگیا

پہلوانِ عشق کا کیا پوچھتے ہو مجسے حال — جو چڑھا تھے پر اوسکے وہ پچھڑ کر رہگیا

کاروان منزل پہ پہونچا اور سارے ہمسفر — مثل گرد کاروان اک مین پچھڑ کر رہگیا

اور تبدیل قوافی مین غزل لکھ اے ظفر
ہاتھ مین اپنے قلم کو کیون پکڑ کر رہگیا

جبکہ وہ خط پڑھکی بھڑکا اور بھڑک کر رہگیا — دل خطروار و نکا دھڑکا اور دھڑک کر رہگیا

حسرتا وسکو بوجہ ہے تیری کہ قاتل کوئی دم — زیر تیغ ناز سہڑکا اور بھڑک کر رہگیا

پھر گیا کیون آن کر در پر تری خانہ خراب — شب کو جو دروازہ کھڑکا اور کھڑک کر رہگیا

سنکے نالہ اور جوش گریہ میرا دیکھکر — آسمان پر ابر کڑکا اور کڑک کر رہگیا

ہر نفس اوس دامن مژگانکی جنبش سی ظفر
دل مین اک شعلہ سا بھڑکا اور بھڑک کر رہگیا

نہین عشق مین اسکا تو رنج ہمین کہ قرار و شکیب ذرا نرہا
غم عشق تو اپنا رفیق رہا کوئی اور بلا سے رہا نرہا

مطلع ثانی

خاکساری کے لیے گرچہ بنایا تھا مجھے ۔ کاش خاکِ درِ جانانہ بنایا ہوتا
نشۂ عشق کا گر ظرف دیا تھا مجھکو ۔ عمر کا تنگ نہ پیمانہ بنایا ہوتا
دلِ صد چاک بنایا تو بلا سے لیکن ۔ زلفِ مشکین کا تری شانہ بنایا ہوتا
صوفیون کی جو نہ تھا لایقِ صحبت تو مجھے ۔ قابلِ جلسۂ رندانہ بنایا ہوتا
تھا جلانا ہی اگر دوریِ ساقی سے مجھے ۔ تو چراغِ درِ میخانہ بنایا ہوتا
شعلۂ حسن چمن مین نہ دکھایا اوسنے ۔ ورنہ بلبل کو بھی پروانہ بنایا ہوتا

روزِ معمورۂ دنیا مین خرابی ہے ظفر
ایسی بستی کو تو ویرانہ بنایا ہوتا ❊

کہون کیا رنگ اوس گل کا اہاہاہا اہاہاہا ۔ ہوا رنگین چمن سارا اہاہاہا اہاہاہا
نمک چھڑکے ہے وہ کس مزے سے دل کے زخمون پر ۔ مزے لیتا ہو مین کیا کیا اہاہاہا اہاہاہا
خدا جانے حلاوت کیا تھی آبِ تیغِ قاتل مین ۔ لبِ ہر زخم ہے گویا اہاہاہا اہاہاہا
شرار و برق مین کیا فرق ہے سیند مین جھوکے دونون مین ۔ ہے اک شعلہ بھبوکا سا اہاہاہا اہاہاہا
بلا گردان ہون ساقی کا کہ جامِ عشق سے مجھکو ۔ دیا گھونٹ اوسنے اک ایسا اہاہاہا اہاہاہا
مری صورت پرستی حق پرستی ہے کہو مین کیا ۔ کہ اوس صورت مین ہے کیا کیا اہاہاہا اہاہاہا

ظفر عالم کہون کیا مین طبیعت کی روانی کا
کہ ہے اوٹھا ہوا دریا اہاہاہا اہاہاہا

ہمنے شبدیزِ قلم کو اپنے جب جولان کیا ۔ ملکِ معنی کا قلمرو یک قلم میدان کیا

گلشن مین اوسکی جلوۂ قامت کی سامنے	مانند بید کانپنے سرو چمن لگا
کروٹ بدلکو سوتی سے کیا خاک ہی مزا	سینہ سے سینہ اور بدن سی بدن لگا
گردش سے تھم گیا یہ فلک میری آہ سے	دیکھو تو کیا ستون تہ سقف کہن لگا
پھولا برنگ گل نہ سمایا مین آپ مین	آکر مری گلے جو وہ گل پیرہن لگا
کیونکہ نہ اپنا زور یہی ہو کہ اب ترا	قسمت سے ہاتھ بوسۂ سیب ذقن لگا

طرز سخن کا اپنے ظفر بادشاہ ہے
اوسکی سخن سے یہان ہے کسیکا سخن لگا

ہی سینے مین کہان وہ خاک لٹ ڈوبا ہوا	نیلوفر کا پھول ہی پانی مین جب ڈوبا ہوا
آئینہ کیا دیکھے تجکو اب خجلت مین ہی غرق	اپنی نظرونمین تو ہی ملک جلت ڈوبا ہوا
گردش چشم بتان سی کیا ہو دل کو مخلصی	حلقۂ گرداب سے نکلے ہی کب ڈوبا ہوا
دل ہی کب سجھو ہے سیر تیری زلف تاب کی	دھیان مین رہتا ہون اونکی روز و شب ڈوبا ہوا
سینۂ خورشید ہے یا رو شفق آلودہ آج	دست قاتل نہین ہے خون مین اب ڈوبا ہوا
خار سا کھٹکی ہی جیمین اوسکی مژگان کا خیال	ہی رگ جان مین یہ نشتر کیا غضب ڈوبا ہوا

جب تہ دل سی کہا یکبارگی یا بو تراب
بحر عصیان سی ظفر نکلے ہی تب ڈوبا ہوا

دیگر

کیا کہون کیونکہ ترے کوچہ مین ہو کر آیا	تجکو پایا جو نمین خواب مین رو کر آیا

کرے وہ تیغ لیکر ہاتھ کیسے اپنے اگر اونچا	یقین ہے ہو گا وہ سرِ ستم کا بھی مہر اونچا
دماغ اوسکا ہو گا ہی جو اب عرشِ معلی سے	بنایا چاہتا ہو گا خ گردون تو بھی گھر اونچا
گرا جو آشنا وسے نہ نکلا وہ قیامت تک	کنارہ عشق کی دریا کا ہے کہ نہ بدلا اونچا
پڑی گردون میں رہ وہ کیسا کیا زور بازو ہے	اوٹھایا اپنے سر سے اب جسے نال قمر اونچا

بھر کیونکر نہ حاتم سا سخاوت سے تری اب دم
کہ ہے جو مرد دستِ زر فشان تیرا ظفر اونچا

مین ہون وہ سوختہ جان اون بت گمراہ ہوگا	جسکا پہونچے ہے دھوان چرخ تلک آہ ہوگا
خاک ہو کر بھی بگولی کی طرح چین نہین	حال ابتر ہے یہ کچھ تیری ہوا خواہون کا
حج اکبر ہو جسے کعبہ دل سے حاصل	ہو خیال اوسکو بھلا کسلیے درگاہون کا
جانے گا جبکہ تہ خاک ترا سوختہ جان	گرم ہو جائیگا پانی وہین سب چاہون کا

اے ظفر دل سے ہون مین خاک درِ فخر الدین
معتقد مین نہ گداؤن کا ہون نہ شاہون کا

دستِ صیاد سے ہے کیا پرِ بلبل ٹوٹا	زیر ہر شاخ ہی آتا ہے نظر گل ٹوٹا
زلف مین پھول پرو کر جو دکھائی اوسنے	رشک سے وہ ہین چمن مین گلِ سنبل ٹوٹا
زاہدِ گرسنہ کاسہ بکف آتا ہے نظر	حرص کی ہاتھ سے ہے پائی توکل ٹوٹا
آگے وہ پہ سے مری پھر گیا وہ غیر کے گھر	عہد و پیمان تھا جو مجھ سے وہ بالکل ٹوٹا
قلزمِ چشم سے پھر اشک بھر جاتے ہین	دل کی ٹکڑے وہ لٹتے نہ بدھا تھا جو پیان پل ٹوٹا

کبھو تو سنا کر ذرا گوش دل سے	فسانا نا کسیکا فسانا نا کسیکا
مجھے یاد کر کرکے آنسو بہانا	بہانا کسیکا بہانا کسیکا
نہ سمجھا تو ناصح کہ مدت سے میں ہون	دوانا کسیکا دوانا کسیکا
نہ ہوویگا دل تیر فرقا کا نمین اوسکے	نشانا کسیکا نشانا کسیکا
نمانا کرو میری جانب سواب تم	لگانا کسیکا لگانا کسیکا

قوافی بدل کر ظفر پڑھ غزل تو
سہے تا نہ آگے ٹھکانا کسیکا

جلا جی نہ دل مفت لے کر کسیکا	کہا تیجی مان اے ستمگر کسیکا
نہ کیون تنگ ہو شمکش سے قفس مین	نہ باقی رہا ایک شہپر کسیکا
بھلا ہو گی کس دسے اب غنچہ روکش	کہان منہ ہے اسکے برابر کسیکا
دل اوسکا ملے کس طرح میرے دل سے	کہ بس کب چلے ہے کسی پر کسیکا
جو مژگان کا عالم ہے اب اوسکی ہے دم	نہ دیکھا کوئی ایسا خنجر کسیکا
یہ جی چاہتا ہے کہ سر ہی سے مارین	اوٹھا کر ہم اوس در سے پتھر کسیکا

بدل بحر اور قافیے کو ظفر تو
کہ خوش ہوئی دل شعر سنکر کسیکا

دیگر

مری جانب سے غیرون نے لگایا کچھہ نہ کچھہ ہوگا	نہ آیا وہ تو اوسکے دل مین آیا کچھہ نہ کچھہ ہوگا

جلایا دل جو تری شعلہ نگاہ نے ذرت
فلک پہ نالہ مرا ہو کے شہاب بنا

دل شکستہ کی تو میر تو کچھ درستی کر
خدا کا گھر ہے بنانا بڑا ثواب بنا

ہوئی نہ پانون تلک اوسکی دسترس افسوس
ہمارا دیدہ نہ کیون حلقۂ رکاب بنا

کیا تھا کس نے مجھے کسکی چشم مست نے آہ
کہ میری خاک سے ہے ساغر شراب بنا

جو میر اختر بخت سیہ دکھاتا ہے
تو خال تو کوئی کاجل کا اک شتاب بنا

نہ پہونچا کان ملاحت تمہارے کانون تلک
اگرچہ اشک مرا گوہر خوش آب بنا

ظفر جو لکھنا ہو احوال دل تجھے اپنا
تو ایک رقعے سے کیا ہو ویگا کتاب بنا

مارا عاشق کو تو کیا کام تمہارا نکلا
ہمین کیا کام مرا نام تمہارا نکلا

روش نکہت گل سیر کو گھر سے باہر
پھر قدم سرو گل اندام تمہارا نکلا

سارے منہ تکنے لگے گھر مین تمہارے دشمن
منہ سے قاصد کے جو پیغام تمہارا نکلا

دل کو ہم جانتے تھے ہوگا تمہارا مطیع
یہ تو تو بندۂ بے دام تمہارا نکلا

صدقے شوخی کے کہ قاتل لیکے مرا پوچھتے ہین
کیون جی کیا تھا دل ناکام تمہارا نکلا

نیند پھر شب کو کہان آپ کی زلفون کی قسم
ذکر میان جبکہ سر شام تمہارا نکلا

پختہ پایا نہ ذرا طرز محبت مین وے
یہ خیال اے ظفر اب خام تمہارا نکلا

قارون اوٹھا کے سر پہ سنا گنج لیچلا
دنیا سے کیا بخیل بجز رنج لیچلا

جون آئینہ اب حیرت دیدار سے تیرے
رہتا ہے کھلا دیدۂ بیدار کسیکا

روئیگا رہیگا یہی عالم تو پھر اکدن
گھر دیگا ڈبا دیدۂ خونبار کسیکا

شانے سے نہ بل کیونکہ کرے اب وہ سراسر
دل زلف بتان مین ہے گرفتار کسیکا

تک تو نہین خنجر برق صفت انکو لگایا
پہلو مین تڑپتا ہے دل زار کسیکا

یعنی تو مین ہی رکھ اپنے ظفر کو
محتاج نہ کر حیدر کرار کسیکا

یون تو جانا تمھین منظور جہان ہوجانا
پر جو آنا ہوا ودھر سے تو یہان ہوجانا

آنسوؤنکا مری آنکھونسے روان ہوجانا
اور مرا راز نہان سب پہ عیان ہوجانا

دوستی کی ہین سب انداز تمھارے معلوم
پر کہین تم نہ مری دشمن جان ہوجانا

مژدۂ یار کو کیا جانے سیکھایا کس سے
جگر و دل مین مرے تیر و سنان ہوجانا

دیدیا ہمنے دل اوس جان جہان کو اپنا
تھا نصیبون مین جو رسواے جہان ہوجانا

عشق دمساز اگر ہو تو عجب کیا جون نے
استخوان کا مرے لبریز فغان ہوجانا

یون تو پروانہ بھی جلجاتی ہے پر مشکل ہے
عشق مین میری طرح سوختہ جان ہوجانا

دیکھتے جاؤ مری جان ہی کیونکر جاتی
ابھی بالین سے مرے جاتو کہان ہوجانا

روسیاہی ہے فقط نام و نشان کی خواہش
اے نگین چاہیے بے نام و نشان ہوجانا

گھر سے عاشق کے نہ جانا تھا خفا ہو کے تجھے
کہ مرا جانا اور اوسکو خفقان ہوجانا

ہمکو دکھلائی ہے ہر لحظہ جمال جانان
دل کا صاف اپنے ظفر آئینہ سان ہوجانا

کون تھا بار امانت کا اوٹھانے والا
گرچہ دنیا مین نہ ہوتا ظفر انسان پیدا

جب تک وہ خفا مجھ سے ہین سنلو طبیبو — کچھ میرا علاج خفقان ہو نہین سکتا

ہم چشم مری چشم سے ہو ابر تو کیونکر — اس طرح وہ خونابہ فشان ہو نہین سکتا

کیا جانئے بلا کیا ہے ترا غمزہ کہ جس سے — جانبر کوئی ای آفت جان ہو نہین سکتا

جب تک نہ قلم شہپر عنقا سے بنائین — تحریر ترا وصف دہان ہو نہین سکتا

بدنام تو عشاق ہین سب عشق مین لیکن — مجھسا کوئی رسوا جہان ہو نہین سکتا

سودای محبت مین ظفر سو وہی لیکن
جب تک کوئی رسوائی جہان ہو نہین سکتا

دیگر

آبلہ داغ مین ہے یہ سر سینا اونچا — کہ جڑا خانۂ خاتم مین نگینا اونچا

رفعت جاہ کو ہے ہمت عالی درکار — اونچی کوٹھے کے لیے چاہیے زینا اونچا

سربلندی کے لیے فوق ہی ہان عجز و نیاز — کیون نہ جھک جائے کہ ہے گنبد مینا اونچا

پوچھ پستی و بلندی زمانے سے یہ حال — کہ سر مہر ہے نیچا سر کینہ اونچا

چشم کو سر مین ملی جا ہی سب اعضا سے بلند — دیکھ ہے مرتبۂ مردم بینا اونچا

گوش زد چرخ دنی سے ہو مری کیا فریاد — کہ نہایت ہی یہ سنتا ہے کمینہ اونچا

ہمنشین ہو سکے سردار کا مفلس کیونکر
اسے ظفر چاہیے اونچے کا قرینا اونچا

وہ نہ آیا یار لائے یون تھا تو یون ہوا — اوسکا آنا بن بلائے یون تھا تو یون ہوا

دیگر

اور جائی

نظر آئی جھلک ہو خوب بھی مجنونکو کیا طاقت
کہ وہ لو آ گیا اوس وادی وحشت مین یون نہین تھا

نہ پوچھو شرح غیرونکی ہوئی اوس طرح کیا باعث
گذارش کرتا بندہ بھی وان خدمت مین یون نہین تھا

تم پہونچے وقت آپہونچے وگرنہ ہم تو مرجاتے
ارادہ ہو چکا اپنا غم فرقت مین یون نہین تھا

دل بیمار جب ہم نے کہا تھا کہ علاج اپنا
کہ آیا فرق کچھ تیری بھی طاقت مین یون نہین تھا

نہ تھی جائے گزر ای دل اگر تجکو محبت مین
تو آیا تو ارے دیوانے اوس آفت مین یون نہین تھا

دکھا کر غیر کو صورت مجھے کیون شک سے مارا
کہین تجھ مر رہا ہو بیدار کی حسرت مین یون نہین تھا

ظفر تم دیکھتے ہو جس طرح آئینہ کو حیران
کل اون کو دیکھ کر مین بھی رہا حیرت مین یون نہین تھا

کیا کہون دل مائل زلف دوتا کیونکر ہوا
یہ بھلا چنگا گرفتار بلا کیونکر ہوا

جنکو محراب عبادت ہو خم ابروی یار
اونکا کعبے مین کہو سجدہ ادا کیونکر ہوا

دیدہ حیران ہمارا تھا تمہارے زیر پا
ہمکو حیرت ہے کہ پیدا نقش پا کیونکر ہوا

نامہ بر خط دیکے اوس نوخط کو تو نے کیا کہا
کیا خطا تجھسے ہوئی اور وہ خفا کیونکر ہوا

خاکساری اپنا عجب ... دیکھو اگر دل کا غبار
خاک سے دیکھو کہ آئینہ صفا کیونکر ہوا

جنکو یکتائی کا دعوی تھا وہ مثل آئینہ
مجکو حیرت ہے کہ پیدا دوسرا کیونکر ہوا

تیرے دانتون کے تصور سے تھا گر آبدار
جو بہا آنسو وہ در بے بہا کیونکر ہوا

جو نہ ہونا تھا ہوا ہم پر تمہارے عشق مین
تمنے اتنا بھی نہ پوچھا کیا ہوا کیونکر ہوا

وہ تو ہے نا آشنا مشہور عالم مین ظفر
پر خدا جانے وہ تجھسے آشنا کیونکر ہوا

جو وہ قاتل نہ اپنے ہاتھ مین خنجر لیے پھرتا
تو یہ سرباز پھر کیون ہتھیلی پر لیے پھرتا

اگر تجھ پر نہ ہنستے سب جنون اس تیری شورش پر
تو لڑکے ہر طرف میرے ساتھ کیون پتھر لیے پھرتا

غنیمت جانتی بلبل جو باد صبح کا جھونکا
لب از مردن چمن مین کوئی اوسکا پر لیے پھرتا

نہ عشرت تھی ہمین طالع مین اپنے ساقیا ورنہ
فلک مینا لیے پھرتا ہے مہ ساغر لیے پھرتا

نہ ہوتا گر مصاحب غم دل بیباک محبت مین
تو رنج و غم کا اپنے ساتھ کیون لشکر لیے پھرتا

برنگ لالہ زنجیر مین زندان مین ہون لیکن
مجھے دیوانہ پن زندان سے باہر لیے پھرتا

ڈراتا ہے مجھے ناصح عبث کوچۂ محبت مین
جہان ڈر اپنا وان گھر ہے کہا کا ڈر لیے پھرتا

کبھی جا کر نہ پھرتا مین گلی مین مہرویون کی
اگر مجکو نہ میرا یہ دل مضطر لیے پھرتا

نہ ہوتا شوق کوے مہ لقا تو کون پھر مجکو
ظفر خورشید کے مانند یون گھر گھر لیے پھرتا

عشق کے میدان مین ہمنے دیا سر کٹا
جو قدم آگے بڑھا پھر نہ وہ پیچھے ہٹا

دیکھتے ہی عشق کو عقل گئی سٹ پٹا
دل کو مرے آفرین یہ جو ڈٹا تو ڈٹا

تیغ نگہ کو ذرا تو نے جو چمکا دیا
بھول گئی دیکھکر برق بلا ناپٹا

عارض پر نور پر پھول جو دی اونسے زلف
مین نے یہ جانا کہ ہے رات بڑھی دن گھٹا

عشق کی دولت ہی درد کون لی اوسکو وہ
یہ نہ کسی سے بٹے اور نہ کسی سے بٹا

پھرتا ہے جوگی بنا تیرے لیے آفتاب
خط شعاعی نہین سر پہ کھلی ہے جٹا

چشم کو ہے تیرے کام جب سے پڑا سرمہ سے
زہر بھری ہر نگہ سانپ ہے پتھر چٹا

[illegible]

بچا دل تیری ہاتھوں سے نہ آخر ای کمان ابرو — گیا گر ایک خالی تیر تو نے دوسرا مارا
پڑا لوٹی ہے دل شامت کا مارا دورکی ماری — خدا جانی ترے جوڑے نے کمکا کیا بلا مارا

ہجوم خال روئے یار کالے ہی لیا بوسہ
ظفر یہ خوب تمنے زنگیون کا مورچا مارا

روز گھر غیر کے جانا ترا معمول پڑا — میان جو آنکلا ہی تو آج کدھر بھول پڑا
لگ گئی جوشش گل لالہ سے گلشن کو جو آج — کہین اوس آتش رخسار کا کیا پھول پڑا
دل شاغل ہے مرا محو خیال رخ و زلف — راتدن رہتا ہی اس شغل مین مشغول پڑا
کھولا سے کہ جی جا کے خرابات کی سیر — گوشۂ مدرسہ مین کیون یہ ہی مجہول پڑا
رکھہ قدم کوچہ مین تو دیکھی اپنے قاتل — کہ کہین سر ہے کہین ہی تن مقتول پڑا
چھوٹکر چاہ زنخدا نہین کہین گر پڑے — دل پکڑ کر رسن زلف کو یہ جھول پڑا

دیکھی جان دل کو بچاؤ نہین ہو جائیگا ضبط
اب تو دینا ظفر اس جنس کا محصول پڑا

ادھر تو دست جوشش نے گریبان کھینچکر پھاڑا — اودھر ہر خار صحرائی نے دامان کھینچکر پھاڑا
نہ اتنی مجھسے تم کھنچو نہ اتنا تم سے دل پھنسنا — مرا دل رات کو تمنے تو جانان کھینچکر پھاڑا
کشاکش سے جنون کی تیری دیوانے نے مر کر بھی — کفن اپنا تہ خاک بیابان کھینچکر پھاڑا
ہوا تجھسے جو روکش غنچۂ لالہ تو بس اوسکا — صبا نے پیرہن سر گلستان کھینچکر پھاڑا
پڑا کیا کشمکش مین خط مرا ہاتھوں سے غیروں کے — کہ آخر سب نے اوسکو اے مری جان کھینچکر پھاڑا

[illegible]

پہلے تو ہمکو تری عشوہ گری نی مارا
اور اگر اوس سی بچے کم نظری نی مارا

مرگیا مین نہ ہوئی تجکو خبر ہائی ستم
بے خبر مجکو تری بے خبری نی مارا

پھیر کر منہ جو دکھایا مجھے اپنا جوڑا
دل پہ مُکا مرے اوس شکّر پری نی مارا

تو ب پھڑکا کی مجھے کنج قفس مین صیاد
شوق پروازسے بے بال و پری نی مارا

ہمسری کی تری رفتار سے جب فتنہ نی
قہقہہ طنز سے اک کبک دری نی مارا

تل تیری لب شیرین پہ ہی زہر قاتل
اے شکّر لب ہمین اس تل شکری نی مارا

کچھ بھی ہوتی اوسے تاثیر تو مرتے ہم پر
ہمکو اے آہ تری بے اثری نی مارا

شفق صبح سے ہے غرق بخون چرخ ظفر
تیر ایسا تری آہ سحری ستے مارا

کیا کہون ہے کیا بتون کی آشنائی مین مزا
وہ مزا سب اسمین ہے جو ہے خدائی مین مزا

آمثال آئینہ تو ہم سے ہو جا سینہ صاف
دور کر دل سے کدورت ہے صفائی مین مزا

جا سکے گلشن تلک ورنہ کہ ہم بے بال و پر
ہمنے اے صیاد کیا پایا رہائی مین مزا

بیٹھ رہ آرام سے تو صلح کل کر اختیار
جنگجوئی چھوڑ دے کیا ہے لڑائی مین مزا

بعد ہوتی ہے جدائی کے ہی امید وصال
آئے ہے عاشق کو کیا کیا اوس جدائی مین مزا

کچھ تو ہو فریاد مین تاثیر نالے مین اثر
ابی جرس ہے ورنہ کیا ہرزہ درائی مین مزا

مسجد و بتخانے مین ٹکرا یا مرکو بسعزا
جیسے سنگ در پر آیا جبھہ سائی مین مزا

بیٹھا ہے مسندی لگا کر اپنے دست و پا مین تو
آج ہے اے شوخ تجھ سے ہاتھا پائی مین مزا

ناصحا جائیگا تو اوس وقت سیر اور دل | جب کسی پر دل ترا ایدر وہ مائل ہوئیگا

خضر کی حاجت نہیں ہے ہمکو راہِ عشق مین
اے ظفر رہبر ہمارا شوق کامل ہوئیگا

رخ جو زیرِ سنبل پر پیچ و تاب آ جائیگا | پھر کے برج سنبلہ مین آفتاب آ جائیگا
تیرا احسان ہوگا قاصد گر شتاب آ جائیگا | صبر مجھکو دیکھکر خط کا جواب آ جائیگا
ہو نہ بیتاب اتنا گر اوسکو عتاب آ جائیگا | تو غضب مین اے دل خانہ خراب آ جائیگا
اس قدر رونا نہیں بہتر لب اشکون کو روک | ورنہ طوفان دیکھ اے چشم پر آب آ جائیگا
پیش ہو ویگا اگر تیرے گناہون کا حساب | تنگ ظالم عرصۂ روز حساب آ جائیگا
دیکھکر دست ستم مین تیرے تیغ آبدار | میرے ہر زخمِ جگر کے منہ مین آب آ جائیگا
اپنی چشمِ مست کی گردش ذرا اے ساقی دکھا | دیکھ چکر مین ابھی جامِ شراب آ جائیگا
خوب ہوگا ہان جو سینے سے نکلجائیگا تو | چین مجھکو اے دلِ پر اضطراب آ جائیگا

اے ظفر اوٹھ جائیگا جب پردۂ شرم و حجاب
سامنے وہ یار میرے بے حجاب آ جائیگا

اے تصور تو ہی وصلِ جانِ جانانتک جائیگا | اور تو ایسا نہیں کوئی جو وانتک جائیگا
جب کریگا آہ اے ظالم ترا آشفتہ جان | اوٹھکے اک شعلہ جگر سے آسمانتک جائیگا
جا کے کعبے کیا کریگا تیرا عاشق اے صنم | وہ اگر جائیگا تیرے آستانتک جائیگا
جان بچ جائیگی بیمارِ محبت کی ترے | اے مسیحا دم جو تو اوس نیم جانتک جائیگا

کدورت دل سے اوس آئینہ رو کی کب نکلتی ہے
طبیبو وصل بن ممکن نہین آرام عاشق کو

مری اور اوسکی ظاہر مین صفائی گر ہوئی تو کیا
مریض عشق کی صد ہا دوائی گر ہوئی تو کیا

نچھوڑی اوس بت کافر کی ہر گز دوستی مین نے
ظفر دشمن مری ساری خدائی گر ہوئی تو کیا

حرف اوسپر نہ آئے جو ہو تحریر کا سانچا
ڈھلتا ہے سدا اس سے جو یہ آہ کا مصرع
دیتا ہے لب زخم جگر میر گواہی
ڈھالا تجھے سانچے مین ہے اے عالم تصویر
کی آہ و فغان دل نے بہت عشق مین لیکن
یہ شمع اسی سلپچے مین ڈھلتی ہے ہمیشہ

جھوٹا ہو نہ ہر گز کبھی تقریر کا سانچا
کیا دل ہے ترے عاشق دلگیر کا سانچا
ہے ہاتھ پڑا یار کی شمشیر کا سانچا
ہے قدرت صانع تری تصویر کا سانچا
دعوی نہوا ایک کی تاثیر کا سانچا
ہے سینہ مرا نالۂ شبگیر کا سانچا

سانچا ہے ظفر پیر مرا مجکو یقین ہے
ہر قول ہے واللہ مرے پیر کا سانچا

جو دل کو کاکل و زلف دوتا نے بھٹکایا
بہار دیکھ کے اپنی ذرا ہنسا تھا گل
کیا تھا بلبلو سون نے بھی عشق کا دعوی
لگایا دختر رز کو اگر کسی نے منہ
اوٹھا کرتی ہین شربت پکھتیان بن بن

تو جان کو غمزہ و ناز و ادا نے بھٹکایا
لگایا ایسا طمانچہ صبا نے بھٹکایا
مگر اونھین ترے ظلم و جفا نے بھٹکایا
تو اوسکو خوب ہی اس بیحیا نے بھٹکایا
مریض غم کو طبیبو دوا نے بھٹکایا

کہون کیا طبیعت کی اوسکی روانی
بہا وہی ہے گویا تکلم مین دریا

بجہی آگ اے آنکھون دل کی نہ ہیرے
بہرے ہون ہزارون اگر چشم مین دریا

مگر دیکھا دریا پستون کو بہنتے
کہ ہر موج سے ہے تبسم مین دریا

مرے پاؤن کے آبلون سے روان ہے
کہ اس دشت وحشت میں گم مین دریا

ظفر دہوئے جائین گنہ کیون نہ اپنے
کہ ہے ذات باری ترحم مین دریا

اوسے یارون نے میرا رقعہ جا کر دیدیا ہوتا
کہلا گردی لنکتے تجھے چھپا کر دیدیا ہوتا

نگہ میجا تا تڑاکیا سرخرو مین سب پہ چھا جاتا
مجھے اک پان تو تو نے بنا کر دیدیا ہوتا

نہوتے مجھ سے تم سینہ بسینہ ہوکے ہمبستر
پر اک بوسہ تو منہ سے منہ بھڑا کر دیدیا ہوتا

گوارا شربت دیدار دنیا گر نہ تھا مجکو
بلا سے زہر ہی مجکو پلا کر دیدیا ہوتا

پھر وہین جواب خط کی مارا ہائے کیون مجکو
جواب صاف ہی قاصد نے آکر دیدیا ہوتا

لگا تا خضر کیون آب بقا کو منہ سے الساقی
جو تو نے جام مے منہ سے لگا کر دیدیا ہوتا

ظفر لیکر تمہارا دل وہ کاہیکو مکر جاتا
اگر تم نے اوسے سبکو جتا کر دیدیا ہوتا

علم کر تیغ کو سو بار اوس قاتل کا ہاتھ اوٹھا
نہ ہرگز واسطے فریاد کے بسمل کا ہاتھ اوٹھا

رہا تجھ بن یہ عالم رات دل کی بیقراری کا
کہ دل پر سے نہ دم بھر عاشق بیدل کا ہاتھ اوٹھا

عطا منظور ہے اوسکو دعا دستور ہے اوسکا
ادھر رستم کا ہاتھ اوٹھا ادھر قاتل کا ہاتھ اوٹھا

ٹھہرا تھا جا کے کیوں مرا خط لیکے کیا بات
مگر قصد اب خیال نامہ بر مین اور کچھ ٹھہرا

نگین دل کا تھا معما اور کچھ ٹھہرا ہوا پہلے
گیا جبدن سے دست میر مین اور کچھ ٹھہرا

کبھی اخگر کبھی شعلہ کبھی گل ہے کبھی لالہ
نہ ٹھہرا داغ میرے جگر مین اور کچھ ٹھہرا

کوئی زہرہ جبین ٹھہرا ہے کوئی مہ لقا اسکو
مگر وہ مہروش میری نظر مین اور کچھ ٹھہرا

نہیں یاران ہم اسیر جسنے ہمکو دوست ٹھہرایا
ابھی دیگا وہ ظالم لحظہ بھر مین اور کچھ ٹھہرا

ہر اک کی ذہن مین کچھ طور ٹھہرا اونکے ملنے کا
طریقہ اوسکا پر فہم ظفر مین اور کچھ ٹھہرا

اس بتکدہ مین جسنے کہا بت تجھے تا کا
کیا خوب نظر باز وہ بندہ ہے خدا کا

اللہ رے تری تیزی شمشیر نگہ کی
دم بند جسے دیکھ کے ہو تیغ قضا کا

کہتے ہین مہ نو جسے دیکھا اوسے ہمنے
ہے ایک تراشیدہ ترے ناخن پا کا

کیا اوس ترے بیمار کو امید شفا ہو
جسکو کہ اثر ہو نہ دعا کا نہ دوا کا

اے دوستو اوس دلبر بے مہر کے آگے
کیا نام وفا لون کہ وہ دشمن ہے وفا کا

سرکش جو بہت حسن پہ تو اپنے ہے اے شمع
دیکھا کبھی جلوہ نہین اوس ماہ لقا کا

ناکام رہا گر دہن زخم زبان سے
اچھا ہوا شاکی نہ ہوا تیغ جفا کا

تلوون سے ملا دیدہ پر آب کو کسکے
پھیکا ہے کف پا مین ترے رنگ حنا کا

نیسان سے اور اشک ہم گہربار سے میری
دیکھو گے ظفر ہوگا کبھی خوب جھڑا کا

مانگ کی لیکھ پہ ہر رات سویرا دیکھا
کوچۂ زلف مین ڈنکو بھی اندھیرا دیکھا

دور ساغر ہی مین گذرے ہمین دن جون خورشید
ساقیا او ٹھکے جو منہ صبح کو تیرا دیکھا

ابلق چشم کی اللہ ری تیرے شوخی
کہ او لیل ایسا نہ کوئی بھی بچھیرا دیکھا

دل کو چھیلا مرے ناخن کے خراشون نے تمام
بہتر اس دست جنون سے نہ چھیرا دیکھا

خط مرا دیکھ لیا ایک دفعہ اوسنے تو کیا
حرف مطلب نہ کوئی غور سے میرا دیکھا

حلقۂ زلف سے تم بچ نسکے حضرت دل
اس بلانے تمھین کس طرح سے گھیرا دیکھا

ہمسے غربت زدہ ٹھہرے نہ ٹھکانے سے کہین
لیتے سب جانورون کو بھی بسیرا دیکھا

خاک مجنون لیے کیا وادی وحشت مین مقام
کہ بگولے کے سوا کوئی نہ ڈیرا دیکھا

ہم نہ کہتے تھے ظفر بیچ نہ دل اوسکے ہاتھ
نا پسند اوسنے کیا لیتے ہی پھیرا دیکھا

انھین جب پیارسے گودی مین کوئی بھر کے لیلونگا
دہن کے بوسہ بھی مین لب کو لب پر دھر کے لیلونگا

فقیر اے یار ہو جاؤنگا مین تیری محبت مین
زمین تکیہ کی خاطر پاس تیرے گھر کے لیلونگا

پرکھ پر جوہری کی مول لینے کا نہین موتی
دُرِ دندان سے مین تیرے مقابل کر کے لیلونگا

لب میگون کے تیرے لیگا بوسہ گر لب ساغر
تو مین اے بادہ کش بوسے ترے ساغر کے لیلونگا

ہلا دونگا جہان کو دیکھنا زیر زمین بھی مین
ذرا کروٹ جو ہاتھون سے دل مضطر کے لیلونگا

جو توڑی شیشہ مے محتسب نے مار کر پتھر
تو بدلے مین کسی دن اوس سے اس پتھر کے لیلونگا

کرونگا کعبے مین جا کر ظفر کیا گر نہیں گا ڈھب
تو بوسے اوس بہت سے کافر کے سنگ در کے لیلونگا

جو بیہودہ گو ہو ظفر اوس سے کہدو
نہ باتین بنا میری محفل مین بیٹھا

چبھا ہوا ہے جگر مین میرے یہ نیش مژگان یار کیسا
کھٹکتا ہر دم ہی ساتھ دم کے الٰہی سینے مین خار کیسا

جو مست اوس چشم مست کی ہین نہین ہی کچھ اونکو ہوش ساقی
کہ جام کیسا شراب کیسی نشا ہے کیسا خمار کیسا

بندھا جو اشکون کا تار دیکھا تو اوسنے ہنسکر یہ مجھ سے پوچھا
کہ تو نے اپنے گلے مین ڈالا یہ موتیون کا سا ہار کیسا

اوڑاتا کیا خاک سر پہ مجنون چلا ہے زندان سے سوئے ہامون
اوڑی ہے دیکھو یہ گرد کیسی اوٹھا ہے دیکھو غبار کیسا

کرے جو تجھ سے تپاک پیدا جو تجھ پہ اے شعلہ خو ہو شیدا
پھر اوسکو ہوش و حواس کیسے پھر اوسکو صبر و قرار کیسا

یہ لیکے تیر و کمان کا جانا شکار کا ہے فقط بہانا
تجھے کسیکو ہدف بنانا ارے ستمگر شکار کیسا

ظفر جو پھیری ہے اوسنے چتون خفا ہے مجھ سے وہ شوخ پرفن
بنا دیا اوسکو میرا دشمن یہ عشق ہے دوستدار کیسا

لب ہر زخم سے ہر دم ہے اوسکا دل دعا دیتا	تیر بسمل ہی کیا تجکو ہے اے قاتل دعا دیتا

منت کش مرہم ہون نہ مجروح ازل کے
دیکھا نہیں زخم گل سیراب کا پھاہا

گرمی سے مرے خون جراحت کے عجب کیا
ہمسر ہو جو خورشید جہانتاب کا پھاہا

وہ زخمی شمشیر حوادث ہے کہ جسکو
آئی ہے نظر تیغ بھی زہراب کا پھاہا

زخم دل عاشق کی نہ سوزش مین کمی ہو
بالفرض اگر اوسپہ ہو گرداب کا پھاہا

پر درد کو تزئین سے غرض کیا کہ ہر زخم
یکسان ہے گزیگا کہ ہو کمخواب کا پھاہا

چھوڑا سا نہ کیون پھوٹ بہے دل ظفر اوسپر
ہے مرہم غمخواری احباب کا پھاہا

تو نے جو گل کی طرف غیرت گلشن دیکھا
کبھی آئینے مین اپنا نہیں جوبن دیکھا

مہ جبین ہمنے تجھے کیا پس چلمن دیکھا
تار بارش مین چھپا اک مہ روشن دیکھا

تو ہوا جب سے کہ ای دست جنون دست انداز
ہمنے ثابت نہ کبھی جیب نہ دامن دیکھا

جتنا تو ہمسے کھچا اوتنا ہی کھچکر آیا
کشش دل کا اثر اے بت پرفن دیکھا

گردش چشم تری وہ ہی کہ جسنے ای شوخ
سنگ سرمہ کو کیا سنگ فلاخن دیکھا

کیا ہی باندھی ہے تری چشم نے اشکون کی جھڑی
کبھی ایسا نہ برستے ہوئی ساون دیکھا

دیدۂ آہوی صحرا کے سوا ہمنے چراغ
اے صبا تربت مجنون پہ نہ روشن دیکھا

خانۂ دل مین جو ہے آہ و فغان کا عالم
تعزیہ خانے مین بھی ایسا نہ شیون دیکھا

سانغل جسنے کیا دست ہمکر اپنا
اے ظفر ہمنے اوسے جان کا دشمن دیکھا

کہا تھا تجھ سے جو احوال ہمنشین ہمنے	خبر نہین کہ کہا اوس سے تونے یا نہ کہا
جفائین ہمنے سہین اس قدر کہ مر ہی گئے	مگر کبھی نہ کہا تونے مرحبا نہ کہا
مری نگہ نے مرا راز کہدیا اوس سے	بلا سے گر نہ کہا مین نے مدعا نہ کہا
وہ حال دل جو سنے گوش دل سے تو کہیے	وگر نہ کہنے سے کچھ فایدہ کہا نہ کہا

ہم اوسکی بات سے قایل ہین اے ظفر جسنے
بھلا کہا جسے منہ سے اوسے برا نہ کہا

ظالم ترے چپ ہنسنے کا عقدہ نہین کھلتا	کیا جانئے کہ ہے دل مین ترے کیا نہین کھلتا
جب تک ہو دم سرد و رخ زرد نہ غماز	ہر ایک پہ راز دل شیدا نہین کھلتا
اوس مست مے ناز کی اللہ رے تمکین	وہ عالم مستی مین بھی اصلا نہین کھلتا
کھلتا نہین احوال پریشانی دل کا	جب تک کہ ستمگر ترا جوڑا نہین کھلتا
بند آنکھین ہوئی جاتی ہین مشتاق کی ہے ہے	کیون بند نقاب رخ زیبا نہین کھلتا
جو اوسکو پڑھاتے ہین وہ جب تک نہ آئین	خط سامنے اوس شوخ کے میرا نہین کھلتا
کس کام کے پھر ناخن تدبیر ہمارے	جب تار محبت ہی کا پھندا نہین کھلتا
کیا منہ ہے کہ ہو خنجر قاتل کی شکایت	یہان منہ ہی مرے زخم جگر کا نہین کھلتا

یان آئے کہان سے ہین کہان جائینگے یان سے
حیران ہین ظفر ہم یہ معما نہین کھلتا

پاس عارض کے ترے کان کا گوہر چمکا	دن دیے پہلوئے خورشید مین اختر چمکا

[illegible]

ہم صورت اپنے اوسکو جو آئے کئی نظر	حیران ہو کے آئینہ خانےسے اوٹھ گیا

تھا میری اور اوسکے جو پردا سا اک ظفر
یکبارگی دوئی کے اوٹھا نےسے اوٹھ گیا

جسکو کہ ڈھونڈھتا ہوا مین ہر کہین گیا	دل ہی مین تھا مگر وہ مجھے ملا نہین گیا
جس دم گیا مین اوس بت کافر کے سامنے	یہ ہو گیا یقین کہ بس ایمان و دین گیا
آنکھین سی کھل گئین مہ و انجم کی دیکھتا	کوٹھے پر اپنے تو جو شب ماہ جبین گیا
کیا جانے کسکو ذبح کریگا کہ آج وہ	خنجر بہ کف چڑھاتا ہوا آستین گیا
چونکا نہ خوابگاہ مین شب کو وہ مست ناز	شور و فغان مرا سر چرخ برین گیا
رو رو کے ہمنے چشم سے دریا بہا دیا	دل کا ترے غبار پر اب تک نہین گیا
مین اور رو دون دل اپنا کسیکو تری سوا	تیرا خیال یہ کدھر اے نازنین گیا
کنج لحد مین بھی مجھے آرام ہو چکا	گر ساتھ مضطرب دل اندوہگین گیا

آیا رقیب بن کے وہان وہ اے ظفر
پیغام بر جو ہو کے مرا ہم نشین گیا

جب چراغ گل چمن مین یک بیک گل ہو گیا	چشم بلبل مین جہان تاریک بالکل ہو گیا
خانۂ زندان مین میرے نالۂ زنجیر سے	شور محشر سے بھی اک برپا سوا غل ہو گیا
بلبل بے ہوش گریہ آنکھ مین نشہ سا ہو گیا	عشق کی کیفیتون سے خون دل ہل ہو گیا
تجھکو کیا تیری بلا سے کوئی اسے غفلت شعار	ہو گیا گر کشتۂ تیغ تغافل ہو گیا

جو کوئی مصرعہ مضمون کو ہمنے لکھا
کسی سے مثل خط موج شستہ پڑھا گیا
پڑھا تمام مرا نامہ اوسنے حرف بحرف
جو مدعا تھا وہی ہان فقط پڑھا گیا
ترے مریض کا نسخہ طبیب نے جو لکھا
قلم کو ایسا دیا اوسنے قط پڑھا گیا
لکھا ہے کیا مری تقدیر مین خدا جانے
پڑھا اگرچہ ظفر سو قط پڑھا گیا

[illegible]

وہی کعبہ کا صاحب خانہ وہی دیر کا مالک	وہی ازق ہی کافر کا وہی ہادی مسلمان کا
اگر ہو جائے پارہ پارہ دل اوسکی محبت مین	تو پھر ہر پارۂ دل کو سمجھ سیپارہ قرآن کا
نکرتا وہ اگر پیدا نبی کو نوع انسان مین	تو مخلوقات مین اشرف نہو تا رتبہ انسان کا
نبی وہ رحمۃ للعالمین جسکی شفاعت سے	نہو وے عاصیون کو حشر کے دن خوف عصیان کا
عجب کیا نعمتین گر اوسکے نورِ حسن معنی ہو	بجائے حسن مطلع ہووے مطلع مہر تابان کا
زلیخا دیکھتی گر اک نظر اوسکا رخ روشن	تو اوسکو خوب ہو جاتا تماشا ماہِ کنعان کا

ظفر مضمون حمد و نعت کے گل ہائے رنگین سے ❊
ورق میرا اس دیوان کا ہے اک باغ رضوان کا

ہمنے روضہ کو ترے روضۂ رضوان پایا	بلکہ رضوان کو نہ یہان ہمسر دربان پایا
محو نظارہ ہوا آکے جو اس گلشن مین	چشم نرگس کی طرح سے اوسے حیران پایا
دیکھے سب معرفت آگاہ ترے در کے فقیر	ہمنے پایا جسے یہان صاحب عرفان پایا
تیرے دروازے کی ہے خاک وہ اکسیر شفا	کہ جسے ہمنے ہر اک درد کا درمان پایا
تشنہ لب کیون غم محبت کی ہوان کر سیراب	ہمنے ہر چشمہ کو یہان چشمۂ حیوان پایا
کہے اس درگہ عالی کی کوئی کیا رفعت	کہ اسے عرش کا ہمسایۂ ایوان پایا

کعبہ و دیر مین ہم ڈھونڈھتے پھرتے ہین جسے
شکر صد شکر کہ وہ ہمنے ظفر یان پایا

حال دل سب لکھا نہین جاتا	+	اور لکھون تو پڑھا نہین جاتا

جو تیری آتشین رخ پر نہ خطِ عنبرین ہوتا
تو آتش سے دھوان پیدا نہ عالم مین کہین ہوتا
مری نالون سے پتھر موم ہے اے نازنین ہوتا
[illegible]

کیا ہر اک شگفتہ بہار نے لیکن
خزان کے ڈر سے کبھی بافراغ گل نہوا

نہ تیکی خار پہ مجنون کے پانوں سے تا خون
نمود اک سر داماں باغ گل نہوا

گیا جو تو تو مقابل تری اکت کی
چمن میں اے بت نازک دماغ گل نہوا

بہار آئی مگر جب تلک نہ تو آیا
چمن میں رشک چمن باغ باغ گل نہوا

غش ہیبہ میں ہوں غیر اے ظفر کہ جز بلبل
بہار میں کبھی مرغوب زاغ گل نہوا

کوئی صنم اوسے سمجھا کوئی خدا سمجھا
نہ سمجھے ہم کہ وہ کیا سمجھا اور کیا سمجھا

نہ آیا دل کی سمجھ میں کہ بار غم ہے گران
اگرچہ میں نے دیا اوسکو بارہا سمجھا

چڑھا جو اشک کا دریا مرے تو اک حباب
فلک کے خیمے کو پانی کا بلبلا سمجھا

بنا یا رخ پہ ہی کیوں تو نے خال کاجل کا
یہ نکتہ میں نہیں اے شوخ مدلقا سمجھا

نہ سمجھے سینے کو کیوں عرصہ گاہ محشر وہ
جو دل کے داغ کو خورشید حشر کا سمجھا

غم جدائی میں موت اوسکو عین صحت ہے
مریض ہجر ترا زہر کو دوا سمجھا

ہمیشہ کیوں تری آنکھوں سے اشک جاری ہیں
ظفر ہمیں بھی ذرا یہ تو ماجرا سمجھا

ابھی ستمگر کسنے ایسا تجھکو نٹ کھٹ کر دیا
ان فریبوں نے ترے عالم کو تلپٹ کر دیا

صبح گل اوسکا کھلا تو نے جو ہمکو دیکھکر
رات کو اپنا چراغ خانہ گل جھٹ کر دیا

کرتے ہیں پانی کی آمیزش شراب ناب میں
خون دل سے آنسوؤں کو ہمنے غٹ پٹ کر دیا

سبز ہو سکتا نہیں وہ جو کہ دانہ گھن گیا	واسطے ہم غزنے کے کیا خاک ہو نشو و نما

جاگ اوٹھا خواب عدم سے یک بیک سارا جہان
کام میں جس دم ظفر خالق کے امرِ کن گیا

گر فلک تک یہ ہمارا نالۂ دل جائیگا
کنگرۂ عرشِ معلّے کا ابھی ہل جائیگا

غم نہیں جائیگا تیرا جب تلک ہی دم میں دم
دم کے ساتھ آیا ہے لیو دم کی شامل جائیگا

رشکِ گلزارِ ارم ہو جائیگا کوچہ ترا
چشمِ پرخون لیکے جب یہ تیرا بسمل جائیگا

ہاتھ لیکے ہیں ساتھ جو تیر کھینچ تک ہر دو ساتھ
آیا یان تنہا ہی تو تنہا ہی غافل جائیگا

گر یہ ہر ذرہ ان یہ تیرے ہونگے جب انجم نثار
عارضِ روشن کے صدقے ماہِ کامل جائیگا

اوٹھ کے جائیگا تری محفل سے جو اے شعلہ خو
چشم تر ہی وہ مثال شمع محفل جائیگا

جائیگا دم میں دیارِ یار تک میرا خیال
ورنہ جو جائیگا وہ منزل بمنزل جائیگا

میں میں میں بھی رہونگا دل گرفتہ اے صبا
دل نہیں ہے میرا وہ غنچہ کہ جو کھل جائیگا

جان شیرین جائیگی اپنی مثالِ کوہکن
پر نہ تیرا شوق اے شیرین شمایل جائیگا

تیرے کوچے سے کہان جائیگا تیرا خاکسار
مثلِ نقشِ پا وہیں یہ خاک میں مل جائیگا

ہووے گی اوس روز برپا کیا قیامت اے ظفر
خاک پر جس دم شہیدون کی وہ قاتل جائیگا

نہ کہنے میں مزا ہے منہ سے کہنا کچھ نہیں اچھا	غلط ہی جو کسے یہ چپکے رہنا کچھ نہیں اچھا
قصور اونکا نہیں اپنا ہی کہنا کچھ نہیں اچھا	جنھوں نے دوستی کی وہ ہمارے ہو گئے دشمن

[illegible]

ہے جہان خاک مین اوس لف کا مال ملتا	ہوتے پیدا ہین جہان ماربجای سنبل

دست و پا مارے ہین گرچہ ظفر ہم لیکن
نہین دریاے محبت کا کنارا ملتا

جبکہ وہ بے مہر ہم پر مہربان ہو جائیگا	ہٹ گا کیا دشمن اگر سارا جہان ہو جائیگا
دیکھ لینا خاک جلکر آسمان ہو جائیگا	گر ہوا اس آہ سوزان کا کوئی شعلہ بلند
صاف وہ حیرت زدہ آئینہ سان ہو جائیگا	اے پریرو اپنی صورت تو دکھائیگا جبھی
چشم تر سے گرچہ اک دریا روان ہو جائیگا	وہ جو دل مین لگ رہی ہے آگ بجھنی کی نہین
ٹکڑے ٹکڑے دل مرا مثل کتان ہو جائیگا	دیکھنا اوس جان بد کے ٹکڑے کو کیونکر جانتا
دشت مین ہر خار کے ورد زبان ہو جائیگا	اے جنون تیری بدولت نام میرا آخرش
دیکھ میرا راز دل سب پر عیان ہو جائیگا	بار اس خون افشانی سے کہین اے چشم تر
کام تجھسے عاشق کا یان ہو جائیگا	اے تغافل کیش کی تونے اگر آنے مین دیر

کرتے ہین دعوی محبت کا جو اوس سفاک کی
اے ظفر اک روز ان کا امتحان ہو جائیگا

نہین کلام کا غیرون کو حوصلا پڑتا	ہمارا اوس کا ہے جسدم مقابلا پڑتا
کہ تجھسے جان کے یہ غم تو ہے بلا پڑتا	فراق یار مین ہوویگی زندگی کیونکر
بدن پہ گرتا ہے وان ایک آبلا پڑتا	یہ سوز دل سے مرا اشک گرم ہے کہ جہان
تو بلبلو ابھی صیاد بلبلا پڑتا	سنائے نالہ پر درد ہم اگر اپنا

[illegible]

تیرے اک تار کی قیمت ہیں جو دو چین و تتار
تو بھی سودا نہ ہوا ہمی زلف پریشان مہنگا

روبرو اوس لب پان خوردہ کے کچھ مال نہین
کیا ہوا گرچہ بکا لعل بدخشان مہنگا

جان تک بھی تو اگر دیکے اوسے لے اے دل
تکھو نہین کہ لیا تو نے یہ پیکان مہنگا

کھو قاتل سے کرے ہاتھ لہو سے رنگین
نہین مہندی سے سوا خون شہیدان مہنگا

کر دیا آنسوؤن نے میری بہا تک بے آب
ایک کوڑی یہ بھی ہی اب غلطان مہنگا

گر ظفر ایک نگہ پر ترا ہو جائے غلام
چھوڑ تو مت کہ نہین سجا یہ پیسان مہنگا

ساقی ہے نشہ آنکھو نہین معمول سی ہلکا
نظروں مین ہے اب رطل گران کھول سی ہلکا

ہر بات مین تو ایک بھی ہے لاکھ پہ بھاری
گر بات کو اپنے نکرے طول سے ہلکا

ہے جامہ تکلف کا پسندیدہ احمق
ہو گا نہ گدھا یہ کبھی اس جھول سے ہلکا

اچھا کیا سر تو نے مرے تن سے اوتارا
اب کوئی نہین اس ترے مقتول سے ہلکا

جز تارک دنیا ہو ہوس نہ سبکدوش
یہ بوجھ نہ دنیا کے ہو مشغول سے ہلکا

صرفہ نہین کا غذ کا مگر سمجھتے ہین وہ
خط ڈاک مین اندیشۂ محصول سے ہلکا

دنیا مین ظفر جو ہے گرانبار جہالت
کب ہوتا ہے وہ مردم معقول سے ہلکا

تھا وہ آگ تھے کہ کچھ بھی قابو رات پڑ جاتا
بلا سے کچھ ہی ہوتا لیکن او نپر بات پڑ جاتا

اگر ہم روکتے یار و نہ اپنی اشکباری کو
جہان مین تہلکہ یہ دیکھکر برسات پڑ جاتا

جان اوسکی ... گلی کا گل ہون تک

عاشق نے دل کو ... اوس زلف

ساقی ... شیشہ مئی ... اولٹ گئی

عالم وہ کیا عمل تو جسکا کتاب پر

بیتابیون سے دل کی ... اولٹ گیا

دل میں اوس شوخ کے ... گلشن کا جو مسکن بنا گیا

سینہ ... داغ کو یا ایک گلشن بنا گیا

دوستی سے تیری مجھے کردیا سب کو برا

اپنا بیگانہ ہوا اور دوست دشمن بنا گیا

اپنی دینداری پہ کیا کیا ناز تھا ...

اوس صنم کی دیکھ صورت برہمن بنا گیا

بزم عشرت مجھکو بھی بن بزم ماتم ہو گئی

نغمہ شادی لب مطرب پہ شیون بنا گیا

... گریہ نے کیا جو خشکی لب کا علاج

صاف ہم آنسو ... روغن بنا گیا

جانیکا دل کے غم ہی نہین اور غم مجھے
غارت بلا سے گر چہ زر و مال ہو گیا

رنگ شفق نہین ہے کسی پر اگر فلک
گرم غضب ہوا ہے جو منہ لال ہو گیا

عاشق ہوا جو یار کی طرز خرام پر
اخر کو رفتہ رفتہ وہ پامال ہو گیا

وقت نظارہ روئے مصفا پہ یار کے
عکس اپنی مردمک کا ظفر خال ہو گیا

کدورت دل مین ہے ظاہر صفائی گر ہوئی تو کیا
ملاپ اوس سے ہوا تو کیا جدائی گر ہوئی تو کیا

ارے ناآشنا وہ پھر وہی ناآشنا ہو تم
کسی کی تم سے دو دن آشنائی گر ہوئی تو کیا

بنایا ہے صنم جسنے انھین سجدہ اوسیکو ہے
بتون کے سنگ در پر جبہ سائی گر ہوئی تو کیا

جوانی کیسی طاقت کوئی رک سکتی ہے پیری مین
کسی تدبیر سے حاجت روائی گر ہوئی تو کیا

اڑے جاتے ہین وہ آنکھ دیکھو اب بھی تیر و شیشے
مری اسبات پر اونسے لڑائی گر ہوئی تو کیا

نہین پرواز کی صیاد بال و پر مین جب طاقت
قفس سے ہم اسیرونکی رہائی گر ہوئی تو کیا

رہی پروا ہی جب ہرگز نہ کچھ شکر و شکایت کی
بھلائی گر ہوئی تو کیا برائی گر ہوئی تو کیا

پہونچ سکتی نہین فریاد اوس معشوق کے کان تک
فلک تک آہ کو میری رسائی گر ہوئی تو کیا

نچھوڑی اوس بت کافر کی ہرگز دوستی مین نے
ظفر دشمن مری ساری خدائی گر ہوئی تو کیا

جب آ سکے میرے قتل کو قاتل اولٹ گیا
مضطر ہوئی یہ شکے قضا دل اولٹ گیا

آتا نظر ہے یون فلک سبز واژگون
جیسے ہو جام زہر ہلاہل اولٹ گیا

پہلو مین کال سے اپنے او سی دیکھتا نہین — یارب کدھر مرا دل پر غم نکل گیا

دیکھے عذاب سوز محبت مین اسقدر — دل سے ہمارے خوف جہنم نکل گیا

پھر خواب مین بھی ہمنے نہ دیکھا وہ آہ ظفر

آنکھون کے سامنے سے جو عالم نکل گیا

غلط گو ہے کہے جو چپ رہے سے کچھ نہین ہوتا — یہان چپ ہی سے کچھ ہوتی ہے کہنے سے کچھ نہین ہوتا

پئے جام لبالب بھی نہ کیفیت ہوئی ساقی — صراحی کی تو خالی قہقہے سے کچھ نہین ہوتا

سہے ظلم ان ستمگارون کے کوئی کس توقع پر — کہ یان ظلم و ستم بھی تو سہے سے کچھ نہین ہوتا

تجھے سکھاتے ہین اپنے نالہائے زار سے بلبل — مرا دل خوش ترا اس چہچہے سے کچھ نہین ہوتا

دکھا دے تو رخ نو خط پہ خطِ سبز کی سبزی — کہ حاصل لطف سبزہ لہلہے سے کچھ نہین ہوتا

نہین بجھنے کی دل کی آگ گرچہ میری چشمون سے — بہا دریا تو کیا دریا بہے سے کچھ نہین ہوتا

خط آنے پر بھی ہے عالم وہی اوس روے روشن کا

ظفر بے نور یہ سورج گہے سے کچھ نہین ہوتا

جو مطلب ہی کتاب عشق مین سب یاد ہو جاتا — مری صحبت مین مجنون بیٹھکر استاد ہو جاتا

زبان جب اپنی ہو جاتی ہی اپنے واسطے دشمن — سخن ہی اپنا حق مین اپنے ہے جلاد ہو جاتا

قیامت کر بپا عاشق شوریدہ کیا کیا — اگر بیدار شب کو سنکے وہ فریاد ہو جاتا

مرے نالون سے پتھر موم ہو جاتے ہین پر ظالم — ترا دل اور بھی ہے سخت اک فولاد ہو جاتا

خجل ہو جائی ہے گل دیکھکر رخسار کو تیرے — ترا قد دیکھکر شرمندہ ہے شمشاد ہو جاتا

ردیف الف جلد چہارم

یہ فضل دیکھ کہ خود بادشاہ ہی لیکن
رکھا ہے اور نہ کبھی نام بادشاہی کا

بلطف دیکھ کہ خود بے نیاز ہی لیکن
دھیان ہے اوسے بندوں کی خیر خواہی کا

تم اپنے جی میں عزیز اور ذلیل ٹھہرالو
خدا ہے ایک مہ و مہر و مرغ و ماہی کا

کیا کسیکو جگر خستۂ دوام فراق
دیا کسیکو فراغ وصل گاہ گاہی کا

بھرا وہ چشم بتان میں فسون کہ جو دیکھے
تمام عمر کرے شکوہ کم نگاہی کا

جو حب آل نبی اور صحابہ دل سے رکھے
ظفر اوسے نہیں ڈر حشر کی تباہی کا

ہے مرتبہ ہر ایک بشر کا جدا جدا
قسمت جدی جدی ہی نصیبا جدا جدا

خالی نہیں جہان میں تمنا سے کوئی دل
ہر ایک میں ہے گرچہ تمنا جدا جدا

برچھی نگہ کی تیغ بھووں کی مژہ کا تیر
ہے میری کشت خون کو مہیا جدا جدا

شعلے میں بھی ہے برق میں بھی اور شرار میں
اک نور کا کسی کے تجلا جدا جدا

اللہ رے جوش گریہ میری ہر مژہ سے آج
بہتا ہے ایک خون کا دریا جدا جدا

گہ رخ کا بوسہ لیتے ہیں گہ ہے دہن کا ہم
دونوں میں ہمنے لطف جو پایا جدا جدا

خط لکھا ایک اوسنے تجھے اور غیر کو
مضمون اگرچہ اوسمیں ظفر تھا جدا جدا

دہان یار کا راز نہان معلوم کیا ہوگا
نہو گا منہ سے جبتک کچھ بیان معلوم کیا ہوگا

اگر دل [illegible] میں [illegible] نہ اوس میں رہ گئے
مرا درد اوسکو بے آہ و فغان معلوم کیا ہوگا

دریا ظفر اوتر گیا اور ابر کھل گیا
ایسا نہ زور طبع نہ زور قلم گھٹا

جو لیکے وہان سے خط وپیغام ہے آتا
وہ کون ہے یا اوسکا نہین نام ہے آتا

جب کرتی ہین فریاد ہے کہتی ہین کہ ہمکو
کچھ اسکے سوا اور نہین کام ہے آتا

کس ورد تر اذکر رخ و زلف و زبان پر
سو بار نہین صبح سے تا شام ہے آتا

مرغان چمن کرتی ہو کیا جیسے دیکھو
وہ دوش پہ صیاد لیے دام ہے آتا

کیون شرم سے گڑ جائے نہ شمشاد زمین پر
گلشن مین وہ سرو سمن اندام ہے آتا

تر دامنی اوسکی ہے کہ کعبے مین بھی جو زاہد
ترمے سے کیے جامۂ احرام ہے آتا

غش کھا کے گری ہے وہین مہتاب زمین پر
جب رات کو وہ ماہ لب بام ہے آتا

جو حق کہے ہم کیون نہ ظفر اوسکے ہون قایل
ناحق ہمین دینا نہین الزام ہے آتا

ہم روئے ایسا تو نے جو ہمکو رولا دیا
پانی مین آگ دکھائی فلک بلبلا دیا

اوس شعلہ خو سے بزم جہا نمین لگاکے لو
مانند شمع آپ کو ہمنے گھلا دیا

ہے خاک اہ یار کی چٹکی بھی کیمیا
یہ عشق نے بتا ہمین اک چٹکلا دیا

ایسا نہ ہو کہ غیر پہ کھل جائے مدعا
قاصد نے میرے خط اوسے جا کر کھلا دیا

سب یار کوچ کر گئے میری کھلی نہ آنکھ
غفلت نے کیا کہون مجھے کیسا سولا دیا

تمنے کیا نہ یاد کبھی بھول کر ہمین
ہمنے تمھاری یاد مین سب کچھ بھولا دیا

بھرا ہی باغ پھولنسے چمن نہرین ہین پانی سے
مجھے بھ بھر کے ساقی مے سے کیون پیمانہ نہین دیتا

جواب صاف تو دیدے وہ تو خط میرے قاصد کو
جواب خط نہین دیتا بلا سے گر نہین دیتا

پڑا مین کروٹین لیتا ہون ساری رات بستر پر
ذرا آرام سے سونے دل مضطر نہین دیتا

ظفر اسیر بھی اسکو روز دیتے ہین ہزارون دل
اگرچہ جانتے ہین سب کہ وہ لیکر نہین دیتا

بلا سے گرچہ جا بیٹھا خبر پہونچا کے جا بیٹھا
مرا وہ نامہ میرا نامہ بر پہونچا کے جا بیٹھا

مجھے حیرت ہی دل کیونکر ترے گوشہ مین ابرو کے
بہم اخلاص تجھسے عشوہ گر پہونچا کے جا بیٹھا

خدنگ ناز سے ناوک فگن تیرا تو چھٹتے ہی
مرے دل مین مری جان عضو پہونچا کے جا بیٹھا

رفاقت تو نکی دل کی مگر تجھسے تنہائی کی
الگ مجھسے مجھے وہ اوسکو گھر پہونچا کے جا بیٹھا

نہ پہونچا بام جانان تک اگرچہ شاخ سدرہ تک
دل مضطر ہم تجھ بال و پر پہونچا کے جا بیٹھا

ہوا حاصل تجھے کیا تو کنار غیر مین ظالم
کنارے گود کے مجھکو اگر پہونچا کے جا بیٹھا

گیا تھا دل کو کیا پہونچانے اپنے کوی دلبر مین
کہین تجھ آپ ہی وسکو ظفر پہونچا کے جا بیٹھا

مقابل جب ترے آئینہ شانہ روبرو ہوگا
تو حیران و پریشان اک زمانہ روبرو ہوگا

لگاؤگے کہان تیر نگہ دل گم ہی سینہ سے
نشانہ تب لگیگا جب نشانہ روبرو ہوگا

پھنسیگا طائر دل کیونکہ دام زلف مین کافر
نہ دور گوش سے گر آب دانہ روبرو ہوگا

نہ اونکو نیند آئیگی نہ اونکے ہمنشینون کو
بیان گر عشق کا میرے فسانہ روبرو ہوگا

دکھائینگے ہجوم فراغ جب ہم عشق کی دولت
نہ ہرگز مال کچھ اسکے خزانہ روبرو ہوگا

ملایا دل سے بادل کیا گر جگر دیکھا ایساقی
یہ پیل مست سے چنگھاڑ کر جھپٹا

ترے دامن سے جھٹینگے مرے ہار بستر بت
نہ تجھے جھاڑ اپنے دیکھ دامن جھاڑ کر جھپٹا

ظفر نے آستان چھوڑا نہ اے پردہ نشین تیرا
رہا در سے ترے دربان وہ کھر کاڑ کر جھپٹا

نہ تحقیق ایک مرگ عاشق دلگیر کا دن تھا
کوئی بتلاتا جمعرات کوئی پیر کا دن تھا

ہوے الوٹتے تھے تو یہ مینا ئے حباب آسا
یہ روز ابر بھی ساقی عجب تاثیر کا دن تھا

بہت تھا ناز ہمکو آج اپنی سخت جانی پر
میان یہ امتحان برش شمشیر کا دن تھا

ہوا جس روز یہ مفتون تھا اوس چشم مفتن پر
وہی دن اس دل دیوانہ کی تدبیر کا دن تھا

فقط کیا لطف تھی اوسکی اندھیری رات استر اگر
رخ روشن بھی تو اوس عالم تصویر کا دن تھا

پہونچنا چاہیے تھا جلد تجکو جان بلب تھا مین
نہین یہ آج اے عیسیٰ نفس تاخیر کا دن تھا

کہا جو چاہا اوسنے اور کچھ منہ سے ہم نہ بولے ہم
ہے خاموش کیون اب اے ظفر تقریر کا دن تھا

وہ نہ ہے مے مین نہ ہے وہ مے پرستی مین مزا
جو نگاہ مست ساقی کی ہے مستی مین مزا

دل گرفتہ ہی برنگ غنچہ رہنا خوب ہے
ہنس کے پایا گل نے کیا گلزار ہستی مین مزا

خاک و ڑائی تھی اوڑائی ہمنے مثل گردباد
نے بلندی مین اوڑایا کچھ نہ پستی مین مزا

اے ستمگر اپنے تو مژگان کے مجروحون سے پوچھ
کیا ہے زخم کاری تیغ دو دستی مین مزا

دیکھ ہے کیا ابر باران ساقیا دے بھر کے جام
مے کے پینے کا ہے اس بدلی برستی مین مزا

زاہدا کہتا ہے تو رشتۂ تسبیح جسے
سانپ بن نکلے مجھے کاٹتا ہے بن تیرے
مرغ دل جائیگا کہان جب کہ پڑا گردن مین

یہ بھی ہے دام فریب اور ترے فن کا تاگا
شب ہر اک بستر اندوہ و محن کا تاگا
ہمہ مو عشق بت سیمبر فگن کا تاگا

کہکشان کہتے ہین جسکو وہ نظر آتا ہے
اے ظفر جامۂ گردون کہن کا تاگا

ذرا بھی تار جو ساقی شراب کا ٹوٹا
بہم شکست و درستی ہے بحر ہستی مین
ہزار ابر گہر بار کا بھی ور گھٹا
جو ٹوٹا ہاتھ سے ساقی کے آج ساغر مے
شکست دل کا لگا حال مین جو لکھوانے
سرو و نالہ کے آگے ہے بے سر الیا

نشہ بھی ساتھ ہی رند خراب کا ٹوٹا
وہین بنا ہوئیں ساغر حباب کا ٹوٹا
نہ تار اشک ہی چشم پر آب کا ٹوٹا
تو ہست بولے کہ جام آفتاب کا ٹوٹا
قلم دبیر کتابت مآب کا ٹوٹا
کہ تار ہے ترے مطرب رباب کا ٹوٹا

نہین ہے رنگ شفق آسمان پر پھیلا
ظفر یہ شیشہ ہے صہبائے ناب کا ٹوٹا

ابرو کا تیرے شب جو اوسے کچھ خیال تھا
دیکھا جو ماہ کو ترے عارض کے روبرو
ہلتے وہان صبا سے جو زلفون کے بال تھے
ہوتا نہ کیونکہ اے مہ کامل تجھے زوال

کیا کیا فلک پہ رشک سے گھٹتا ہلال تھا
بے رونق اپنی آنکھ مین اوسکا جمال تھا
یان پیچ و تاب رشک سے جلنا وبال تھا
باعث ترے زوال کا تیرا کمال تھا

آمد و رفت عدو ہے اور بھی افسوس ہے	اور وہاں بے بند اپنا آنا جانا ہو گیا
دیکھ کر وہ پنجہ شانے نہیں لف آہ ہے شک	کیوں نہ اپنا ہی دل صد چاک شانا ہو گیا
آب و دانہ گر نہیں کنج قفس میں کیا ہوا	اشک و لخت دل ہی ہمکو آب و دانا ہو گیا
چومتے ہیں ہم جو آنکھوں سے صنم اپنے لیے	سنگ اسود تیرا سنگ آستانا ہو گیا
تجھ سے اے جان جہاں کی جیسی بنتی تو تھا	کیا کہوں دشمن مرا سارا زمانا ہو گیا

قصۂ فرہاد و مجنوں سے زیادہ اے ظفر
در دو عالم عشق کا اپنے فسانا ہو گیا

ردیف باے موحدہ جلد اول

نیست از انجم شب تاب چراغان شب	مگر از خندہ نمایان شدہ دندان شب
شب ہم از کاکل مشکین تو سودا دارد	کہ شد از کاہکشان چاک گریبان شب
دل ز شوق رخ و زلف تو چنان گشت پریش	کہ نہ سامان سحر ماند و نہ سامان شب
زلف شبرنگ بر رخسار تو پیچید ہر روز	صبح عشاق سیہ بخت بدامان شب

صبح ہجرش ظفر آورد بلا روز سیاہ
بود در منزل آن ماہ کہ مہمان شب

کیا ہم سے کیا سنا وہ کیا خوب	صد آفریں ہیں ان کو واہ کیا خوب
آئے نہ قرآن پردہ شب کو	تا صبح دکھائی راہ کیا خوب
ہو غیر کے گھر میں روز جاتے	یاں آتے ہو گاہ گاہ کیا خوب

[illegible]

یارب مین داغ کھا کے سراپا تمام شب	جلتا ہون مثل سرو چراغان کیا سبب
اے چشم یہ تو چشم نہ تھی تجھ سے مجکو تو	برپا کرے ہے نوح کا طوفان کیا سبب
طفل سرشک تو تو مرا نور دیدہ ہے	مژگان کا میری چو رہے دامان کیا سبب
چاہت سے تھا نہ دل تو کبھی آشنا مرا	پھر کیون ہے غرق چاہ زنخدان کیا سبب

پہلو سے جا ظفر کے نہ اوٹھ کر تو میری جان
کیون بیٹھتا نہین ہے تو اک آن کیا سبب

دل تیر اکسلیے نہوا شوخ وشنگ آب	ورنہ پیارے ہوتے ہین گسپیہ سنگ آب
روتی نہین ہے شمع مرا حال دیکھکر	آتش کا ہو گیا ہے یہ زہرہ نہنگ آب
خط سے نہ کم ہو کیونکہ رخ یار کی چمک	جاتی رہی ہے آئینہ کی زیر زنگ آب
یون خط سبز کے ہین تصور مین اشک سبز	کائی سے جس طرح کہ بدل جائے رنگ آب
عارض پہ تیرے ہو عرق افشان کبھی جو لطف	پھر جائے یک بیک سر ملک فرنگ آب
مین تشنہ لب ہون جام شہادت کا جو ہو	آئی ہے مجکو پیتے ہوئے عار و ننگ آب
مژگان مین لخت دل ہو کہان شیر نیستان	آتا ہے دیکھو پینے کو بالائی لنگ آب
تو جلد جام حلقۂ جوہر سے دیکھ	اس پہ بھی آب تیغ سے اسی خانہ جنگ آب

دل کی ظفر ہے بحر محبت مین زندگی
یان یعنی سچ ہے یہ کہ ہے جان نہنگ آب

خال نہ سمجھ سے قطرے ہین پسینے کے قریب	یاد دو صہ پھیرے ہین نیلم کے نگینے کے قریب

بیٹھے ہر شعر مین بر ساتھ قرینے کے قریب

ٹیکا ہے وہ دو ابروے جانان مین آفتاب
کیون منجھین جیسے میزان مین آفتاب

[illegible]

کیونکہ دل موم کرون اوس بت سنگین دل کا
ہو گئی ہے مری فریاد جگر سے غائب

صبر و طاقت ہوئی یون دل سے مرے گم جیسے
گھر کے آرام کا اسباب ہو گھر سے غائب

نظر عام سے پنہان ہو نہ کیون بندۂ خاص
جو کہ حاضر ہین ادھر وہ ہین ادھر سے غائب

پردہ غفلت کا پڑا دل پہ الٰہی کے وہ تو
اک لحظہ نہین چشم بشر سے غائب

کر گئی دل کو تری چشم پر افسون کافر
طرفۃ العین مین پہلو و نظر سے غائب

ولہ

گر ہو سرمۂ چشم اوسکی خاک در نصیب
سارے ہی چشمون مین اپنے کیون نہو یاور نصیب

زور سے ہوتا ہے کوئی وصل مہ پیکر نصیب
ہون قوی طالع نہ جب تک اور زر و زور نصیب

سچ ہو تجھ سے نصیبون کو تو اپنے کو لیکن
ہوگا اس خارا شگافی سے تجھے پتھر نصیب

ہووے حق مین تشنہ کام کے وہ آب زندگی
ہاتھ سے تیرے جو ہو آب دم خنجر نصیب

جام جم کی اوسکی نظرون مین کیفیت ہے
ہووے چشم مست ساقی سے جسے ساغر نصیب

آپ کو پہونچائین انتک اسمین ہو گی ہو سو ہو
آج ہم بھی آزمائین اے دل مضطر نصیب

وہ رہا جب تک بہر صورت رہا حیرت زدہ
صورت آئینہ یہان جسکو ہوا جوہر نصیب

خاک ہو کر بھی گئی گردش نصیبون کی نہ آہ
خاک کو اپنی بگولے مین ہوا چکر نصیب

جسکی آنکھون کو نہ تیری خواہش دیدار ہو
اوسکو دیدار خدا ہووے نہ ای کافر نصیب

مست اوٹھا آسودگان خاک کو ای روز حشر
اک ذرا راحت ہوئی تھی انکو مر کر نصیب

آتے آتے اولٹے میرے در سے پھر جاتے وہ کیون
اے ظفر برگشتہ ہو جاتے نہ میرے گر نصیب

ایکدن وہ تھا کہ تم پوچھتے تھے ہمسے فریب
جام می دیکے ہمین کہتے ہو لو ساغر جم

جان کر مارسیہ بوسہ نہ لینے پائے
غیر کیا دیگا فریب آن کے لاحول و لا

پوچھا محرم مین ہے کیا کہتے ہو کچھ ہے تمھین کیا
اب لگے آپ ہین دینے ہمین سو دم سی فریب

بار اب دینے لگے آپ بھی جم جم سے فریب
کھا گئے شب کو ہم اوس طرۂ پر خم سے فریب

بھاگ ہے صورت شیطان اس آدم سی فریب
وا پھر ٹے آپ بھی کرنے لگے محرم سی فریب

کوئی کیسا ہی فریبندۂ عالم ہے ظفر
اوسکا چلتا نہین تجھپر کسی عالم سے فریب

ردیف بای موحدہ جلد سوم

ہمارا اور عالم ہمکو اس عالم سے کیا مطلب
تماشے سب جہان کے ہمنے دیکھے ساغر می مین

جراحت مین ہے مرہم کچھ نہ مرہم مین ہے پیکر بھر
عرق آلودہ عارض تیرے دیکھون اے گلستان

سیہ بختی سے اپنی اس بلا کے پیچ مین آیا
کسی سے کیا غرض ہمکو کسیکو ہم سے کیا مطلب

قسم آنکھونکی ساقی ہمکو جام جم سے کیا مطلب
کہ ہے یہ زخم عاشق کا اسے مرہم سی کیا مطلب

مجھے کیا کام گلشن سے گل و شبنم سی کیا مطلب
وگرنہ دل کو ہے زلف خم در خم سی کیا مطلب

جو یہ سمجھے کہ ملتا ہے وہی جو کچھ ہے قسمت مین
رہا اونکو ظفر پھیر فلک بیش و کم سے کیا مطلب

ردیف بای موحدہ جلد چہارم

کبھی جو بھیجتے بھی ہین وہ مدتون نہین جواب
تو لکھتے ہین مرے خط کا شکایتون مین جواب

ردیف بای فارسی جلد اول

آپکی خاطر سے ہم کرتے تھے ضبطِ اضطراب
گو نجاویگی سواری آپکی غیروں کے گھر

دیکھکر بیتاب ہمکو اور گھبرائینگے آپ
گھوڑے کا عذر کیے یہیں بیٹھے رہ جائینگے آپ

دل اولجھکر زلف میں کوئی سلجھتا ہے ظفر
اور اولجھیگا زیادہ جتنا سلجھائینگے آپ

بے سبب چرخ ہے اک بر سرِ کین ایسی آپ
ہے تہِ خاک بھی کوئی ترا عاشق جنبات

سر بچھرا اور کریگا تو نہیں ایسی آپ
ورنہ کب آئی ہے لرزش میں زمین ایسی آپ

ہاتھ پہونچا بھی نہیں تا سرِ زلف پُرچین
بخت برگشتہ اگر ہوگئے سیدھی اپنے

ہوگئے ہمسے وہ کیون چین بجبین ایسی آپ
تو چلے آئینگے سیدھے وہ یہیں ایسی آپ

دیر کی گھر سے نکلنے میں جو تمنے تو یہان
عشق چمکائے اگر داغِ الم کو اپنے

تن سے جائیگی نکل جانِ حزین ایسی آپ
ہووے ہر کشورِ دل زیرِ نگین ایسی آپ

کھینچیں ہم کلکِ تصور سے جو تیری تصویر
گر محبت نے دیا دل کی صفائی میں اثر

بولے صورتگرِ چین دیکھکے چین ایسی آپ
میرے مرنیکا اونھیں ہے گا یقین ایسی آپ

کیسی تدبیر ظفر جب وہ کرے اپنا کرم
کام بگڑے ہوئے بنجائیں یہ نہیں ایسی آپ

کیا ہوا مجھسے کشیدہ ہے وہ گر ایسے آپ
اوس دلآزار کا کیا جاتی ہے کیا خوف مجھے
ہے مجھے رات کہان جا بسے ایسی ماہ لقا

کششِ دل اوسے کھینچے گی ادھر ایسے آپ
دل دھڑکتا ہے مرا دو دو پہر ایسے آپ
بول اوٹھتا ہے یونہیں مرغِ سحر ایسے آپ

فکر تدبیر سے کیا ہوگا کہ جو ہونا ہے
ہو رہیگا تری قسمت سے ظفر ایسے آپ

ردیف بای فارسی جلد دوم

نہیں ہے کوئی تری زلف سا جہان میں سانپ
اگر ہے جھوٹ کہا ہو تو ہے زبان میں سانپ

جو ہمکو دو حرف ہو گے لکھتے تو پہرون تم دل مین سوچتے ہو
یہ کیا کہ غیرون کو خط یہ خط ہو ہمیشہ صاحب رقم چھپا چھپ

نفس کی ہے جو کہ آمد و شد لغو ہے کر اسکی غافل
کہ دیکھ طے ہو رہی ہے کیونکر رہِ وجود و عدم چھپا چھپ

خدا بچاوے کہ اِن لٹیرون کو یاد لب جھپ جھپ اس بلا کی
کہ لے ہی جاتے ہین دین و ایمان کو لوٹ کر یہ صنم چھپا چھپ

نہ ہے نصیب اونکے عاشقون کے کہ بے تامل رہِ وفا مین
اوڑا دی سر ایک دم مین سب کے وہ لیکے تیغِ دو دم چھپا چھپ

ظفر ہزار آفرین و تحسین کہ وہ کیا خوب اس غزل مین
لکھے ہین اشعار عاشقانہ اوٹھا کے تو نے قلم چھپا چھپ

ردیف بای فارسی جلد چہارم

جانتے ہین جب سے ہمکو اپنے خود پسندون مین آپ
ہم نہین بندہ اگرچہ گنتے ہین بندون مین آپ

حضرتِ دل دیکھیے کیا مزرعِ دل کا ہو رنگ
کشتگار ہی محبت کے ہین کارندون مین بیچ

ہووے کس لطف سے خدمتگزاری آپکی
شیخ جی تشریف فرما ہون اگر رندون مین آپ

مطربِ دل کو سرودِ غم تو کرنے دو شروع
نالہ و فریاد ملجا نکلینگے سازندون مین آپ

ہو مرا دہر مین آ محافلو مہمان طریق
جاؤگے پھر وان جہان تھے پہلی پابندون مین بیچ

یار کے پائے نگارین کا ظفر لکھتے ہو وصف
ہین عجب مضمون رنگین کے نگارندون مین آپ

نہ اگر تو دکھائے گا صورت	دیکھیے ہوگی اپنی کیا صورت
جب کہا مین نے مین موا تو کہا	مرنے والون کی دیکھنا صورت
گرچہ یوسف تھا خوب صورت پر	تیری اوس سے بھی ہے سوا صورت
مثل آئینہ عاشق حیران	چپکے چپکے ہے تک رہا صورت
آئینہ خانۂ زمانہ مین	سب ہے ہر اک اپنا آشنا صورت
در پئے قتل ہے مرے قاتل +	دیکھیے سب ہین آشنا صورت
اور بھی آتی ہے ہنسی اوسکو	مین جو رونے کی لون بنا صورت

اے ظفر مجکو اوس صنم کے سوا
ندکھاوے کوئی خدا صورت

مست سب جان گئے ساقی مخمور کی بات	سوجھتی ہمکو بھی نشے مین ہے بہت دور کی بات
دار پر کھینچو یا قتل کرو جیسے تم	حق پرستو ہی پر اک ہے منصور کی بات
چارہ گر جان چکے ہو کہ نہو گا چنگا	مجھ سے کیا پوچھتے ہو زخم کے انگور کی بات
ناتوانی سے یہ احوال ہوا ہے اب تو	کہ سنائی نہین دیتی ترے رنجور کی بات
پیارا پیارا ترا جیسا کہ ہے انداز کلام	کہ پری کا ہے سخن ایسا نہ ہی حور کی بات
سیمبر آتا نہین بر مین غرض و بے زر	مجھ مین مقدور نہین یہ تو ہی مقدور کی بات

دولت حسن کا ہے جب ظفر اوسکو غرور
خالی از غرہ نہین کچھ بہت مغرور کی بات

خلق کے دل مین اثر کیون نکرے تیر سخن
سچ ہے واللہ ظفر ہے تری تاثیر کی بات

ردیف تای فوقانی جلد دوم

خواہ ہو جمعی کی اور خواہ ہوا تو اس کی رات
کٹ گئی مشکل سے ہی ظالم ترے بیمار کی رات

ندیا سونے خلش نے ترے مژگان کی مجھے
نشتر خار تھے بستر مین جگہ تار کی رات

تار اشکون کا جو باندھا تھا مری آنکھون نے
ہر شرہ ایک لڑی تھی گہر شہوار کی رات

کس مصیبت سے بسر ہوتی ہے ہمسے پوچھو
حشر کا دن ہے ہمین فرقت دلدار کی رات

ہے کہان خواب کہ وہ خواب مین دیکھے تجکو
کٹی آنکھون مین ہے حسرت کش دیدار کی رات

گذری اس طرح سے غفلت مین جوانی اپنی
جیسے مستی مین گذر جاتی ہے میخوار کی رات

روشنی ماہ کی ہو گرد اگر دکھلائے
اے ظفر تابش اپنے وہ رخسار کی رات

پسند طبع جو ہو میری اک جہان کو بات
نہ بھائے وہ کبھی اوس شوخ بدگمان کو بات

لگی ہے کان ملاحت جو زلف تری کان
کہے ہے کیا وہ خدا جانے لگ کے کان کو بات

دکھا نہ رنج مجھے اپنی تو جدائی کے
نکالی اور کوئی میرے امتحان کو بات

کہا یہ لیلی محمل نشین نے مجنون سے
کہ راز کی نہو معلوم ساربان کو بات

سنی نہ بات کوئی اوس سے ہمنے جز دشنام
یہی اک آئی ہے اوس شوخ بدگمان کو بات

کہے تو کیا کہے عاشق کہ بھول جاتا ہے
وہ دیکھتے ہی تمھاری ادا و آن کو بات

ردیف تای فوقانی جلد سوم

تمھارے نہین مین کوئی کیا دیکھیگا کافر
تری سی نہین عالم امکان مین صورت
زلفون کی تمھاری ہون پریشان مین صورت
دیکھو مری اس حال پریشان مین صورت

دُرِ دنداں سے ترے نسبت اوسے ہمیں کیا رشکِ گل
گو دہاں غنچہ میں ہوں گوہر شبنم کے دانت

عشق اوس آہو نگہ کا ہے قوی دست اسقدر
مار کر منہ پر طمانچہ جھڑ دین ضیغم کے دانت

اس فلک کو دشمنِ عالم نہیں کیونکر کہوں
پیستا ہے یہ ہمیشہ سر پہ اک عالم کے دانت

کانکے یا لیکھے ہوتی الجھے بالو نہیں
ہیں لیے اوس مارِ سیاہ زلفِ خم در خم کے دانت

سامنے آئے مرے گر عشق کے میدان میں
کھٹے کر دوں ایکدم میں اے ظفر رستم کے دانت

ردیف تای فوقانی جلد چہارم

جواب دے ہے مجھے لو سنو طبیب کی بات
یہ اوسکی بات نہیں ہے مرے نصیب کی بات

کریں جو ہم تری دوری میں نالہ و فریاد
یہ شور ہو کہ سنائی نہ دے قریب کی بات

سنیں نہ کان ملاحت اگر کہیں کچھ ہم
لگا کے کان ہمیشہ سنے رقیب کی بات

کرو وہی کہ جو کرنا ہو آپ کو منظور
مگر سنا تو کرو تم کسی غریب کی بات

کلام اشرف و ارزل میں فرق ہے کہ کہاں
صدائے زاغ میں آوازِ عندلیب کی بات

مجھے ہے ڈر کہیں ایسا نہو دلِ بیتاب
عدو کے سامنے کہہ بیٹھے کچھ حبیب کی بات

ظفر نبات سے شیریں تر آخرش پائی
جو پہلے تلخ سمجھتے تھے ہم ادیب کی بات

گو نظر بازی میں طاق اے ہمنشیں دیکھے بہت
یہ ہنر میں دیکھے کم اور عیب میں دیکھے بہت

میرے داغِ دل پہ دیکھے ناخنِ غم کی خراش
جیسے ہوں ابھرے کن کندہ نگین دیکھے بہت

تیری گلی کی خاک ترے خاکسار کو	ہو کاش بعد مرگ بجائی عبیر دوست
کیونکر نہ میرے قتل کا دین مجکو مژدہ	دشمن ہین جو ترے وہ ہین تیرے مشیر دوست

دشمن ہی کیا ہین چشم حقارت سی دیکھتے
رکھتا ظفر نظر مین ہے ہمکو حقیر دوست

وہ سمجھے ہو تم نے دی جسم صورت		ہے نہین کوئی تیرا ہم صورت
ہم تو ترسین جمال کو تیرے		دیکھے آئینہ دم بدم صورت
نہین باقی ہے تیری صورت کو		بولے اللہ کی قسم صورت
چھٹتا ہے مہر کو تب و لرزہ		دیکھکر تیری صبحدم صورت
رفتگان عدم کی پھرتی ہے	قطعہ	اپنی آنکھون مین دمبدم صورت
ہو گئے ہین مریض غم یارو		دیکھکر چاند سی وہ ہم صورت
ہاتھ مانی نے اپنے چوم لیے		کھینچ کر تیری اک قلم صورت

دشت گردی مین کبھی ظفر اپنے
روبرو ہے وہ ہر قدم صورت

بنا جو تجھ سے بنے اپنا کار دست بدست	کہ رکھکے بیٹھ نہ غفلت شعار دست بدست
کہان نصیب کہ گلگشت صحن گلشن مین	ہمارا تیر اجو ہو گلعذار دست بدست
بدست پیک صبا اور بدست قاصد اشک	پہونچتی سب ہے خبر تا بہ یار دست بدست
ہمین تھے وحشت مین مجنون سے سو قدم آگے	کہ بھاگے مارکے ہم لاکھ بار دست بدست

ردیف تاء ہندی جلد اول

پلانہ غیر کو صہبائی شکوہ کے گھونٹ
پیے گا رشک سے ظالم کوئی لہو کے گھونٹ
نہین ہے فیض سے محروم کوئی ساقی کو
کسو نے جام تو پیو تین کسو نے گھونٹ

ردیف ثاء ہندی جلد دوم

ردیف جیم فارسی جلد اول

سن تو لیتے ہین مرا حال جو کچھ کہتا ہون	اوسکا جو کچھ ہی جواب ہے سب رنجیدہ فراق
آگیا چشم کے بیمار کا وہ آنکھ مین	تو نے اپنا بھی کیونکہ دیا شیراز
ہوا وہ دیوانہ کہ مجنون بھی ادب سے بن بن	اوچھتا ہے سب ستمگر اوسکو بیداد
بوسہ ہے لب شیرین کی جسے چاشنی	اوسکا مائل نہوسوے شکر و قند فراق
ہو سے آنسے ہوئی خوش طبیعت ناصح	بلکہ رنجیدہ ہوا شکر ترے پند فراق

اے ظفر جسنے کیا قطع تعلق سب سے
چاہتا اوسکا کسی سے نہین پیوند فراق

مین کیا کہون یا دین تک کی جدائی کا غم و رنج	ہے میرے لیے سارے خدائی کا غم و رنج
چھوٹا بھی قفس سے تو کہان طاقت پرواز	ہے مجکو بڑا اپنی رہائی کا غم و رنج
پوچھے کوئی غم کھانیکی عاشق سے حلاوت	رکھتا ہے مزا کیا یہ مٹھائی کا غم و رنج
گہ روٹھتے ہین گاہ وہ ملتے ہین اب اونسے	نے صلح کی شادی نہ لڑائی کا غم و رنج
اوس در پہ نہین مجکو رسائی تو بلا سے	لیکن ہے رقیبون کی رسائی کا غم و رنج
کیون آنکھ دکھاتا ہے ترا حلقۂ گیسو	ہے دل کو اسی چشم نمائی کا غم و رنج

ہر دم ظفر اک تیغ الم کھینچ کے دل پر
کیا ہاتھ لگاکی ہین صفائی کا غم و رنج

ردیف جیم تازی جلد چہارم

اے دل وہان نہ اور کسی نامہ بر کو بھیج	بھیجے اگر تو قاصد لخت جگر کو بھیج

دیوان ظفر

کاروان عمر ما ہر دم روان	لیک گرد کاروان ہیچست و ہیچ
بے جہالت دولتِ دنیا و دین	در نگاہِ عاشقان ہیچست و ہیچ
از برائے ہیچ ہیچ اے دل مپیچ	کین خیال این و آن ہیچست و ہیچ

گر نہ بیند جلوۂ حسنش ظفر
این تماشای جہان ہیچست و ہیچ

دل مرا الجھا ہے وا ہے یار کے بالوں کے بیچ	کیا تماشا ہے کہ اک طائر ہے سو جالوں کے بیچ
چشم بلبل دیکھ جسکو مایلِ حیرت ہوئی	یہ چلن کے گل بنے ہین تیرے رومالوں کے بیچ
جسطرح سے نقطۂ گرداب مین بھی ہین حباب	یون دکھائی دیتے ہین موتی ترے بالوں کے بیچ
روبرو ہوتے ہی دم نکلے ہے نفخ صور کا	کیا قیامت شور ہے یارب ترے نالوں کے بیچ
یان تلک صحرا نوردی مینے کی ہے بعد قیس	ہین خلیدہ سیکڑون کانٹے مرے چھالوں کے بیچ
جی جلاتے ہین سدا شعلہ رخان ہر ایک کا	بیٹھ مت اے ناتوان آتش کے پرکالوں کے بیچ
دیکھ سیل اشک کو نظرون مین مردم کہا	کس طرف سے دوڑ آیا آب ان نالوں کے بیچ
لب تلک آتی ہے میرے جب کبھی اک آہ گرم	دیر تک رہتی ہے سوزش میرے تبخالوں کے بیچ

آپکا چوری سے جانا کھل گیا شاید ظفر
آج چرچا ہو رہا تھا اونکے گھر والوں کے بیچ

اوڑ گیا گل کا جو یون رنگ گلستان کے بیچ	اے صبا کیا خبر اوڑتی ہے تری کان کے بیچ
دم میں دم میرے نہین جان نہین جان کے بیچ	زلف کیا کہتی ہے جھک جھک کے تری کان کے بیچ

دیکھا جب گردش کو تیری چشم کی اے فتنہ گر
ہمنے جانا گردش تقدیر کو اچھی طرح

اینٹی کیا اچھی عمارت پر ہو نازان غافلو
دیکھ لو اگلون کی بان تعمیر کو اچھی طرح

کاتب قدرت نے ترا اوس مصحف رخ کو لکھا
کیا ہی خط خوب سے تفسیر کو اچھی طرح

دل سے کچھ اچھا نہین ہے کوئی اے ناوک فگن
ٹہیٹہنے دے آہنین اپنے تیر کو اچھی طرح

ہو رہینگے تب بھی مانوس پر اے تو جنون
پانو پڑنے دے مرے زنجیر کو اچھی طرح

جو تجھے منظور ہے کرنا وہی پر ایکبار
سن تو لے ظالم مری تقریر کو اچھی طرح

دیکھے دل اوس سنگدل کو کر چکے ہم امتحان
اے ظفر اس آہ بے تاثیر کو اچھی طرح

ردیف حاء مہملہ جلد چہارم

ہے سوز غم سے دل بیتاب کی طرح
آتش پہ بیقرار ہے سیماب کی طرح

گیسوئے عنبرین سے وہ رخسار تابناک
پوشیدہ زیر ابر ہے مہتاب کی طرح

سنبل ہے زلف قد ہے ترا سرو کی روش
گلبرگ لب ہین رخ گل شاداب کی طرح

رنگین طبیعت اوسکی ہے اللہ کس قدر
ہر رنگ مین سمائی ہے وہ آب کی طرح

گویا ہے ایک درج یاقوت وہ دہن
دندان ہین اوسمین گوہر خوشاب کی طرح

آنکھونکے عکس سے ہین نوارے چھٹے ہوئے
آئینہ اوسکے آگے ہے تالاب کی طرح

غفلت پہ تم ہماری نجاؤ کہ غافلو
دنیا کو ہم ہین دیکھتے خواب کی طرح

ہے خاک و اشک خون سے قبا ہی ہنگی
تن پر لباس اطلس و کمخواب کی طرح

تسخیر کرے کشورِ دل گر شہ خوبی
کچھ لکھنی ظفر چاہیے تسخیر کی تاریخ

خون دل سے جگر لکھو اوسکو خطِ بیرنگ سرخ
رنگ ہے اے کاتبو ہکا بہ از شنگرف سرخ

حوصلہ گل کا کہان جو نالۂ بلبل سنے
کرتا ہے غصے سے منہ پہلے ہی کم ظرف سرخ

مانگے گرمی مین جو پانی بہر دفع تشنگی
اوسکے عکس و ہو گلگون ہوا آب برف سرخ

گر نہین ہے سر پہ خون اوسکے کسی مجرم کا
ہین کلاہِ قاتل سفاک کی کیون طرف سرخ

اشک خون سے پاس اپنے ہے زر سرخ و سفید
گہ سفید اصراف ہم کرتے ہین گاہی صرف سرخ

ٹپکے اشکِ سرخ کا قطرہ جو میری چشم سے
اے ظفر ہو جائے اک دم مین آب برف سرخ

ردیف دال مہملہ جلد اول

قدر اے عشق رہے گی تری کیا میرے بعد
کہ تجھے کوئی نہین پوچھنے کا میرے بعد

زخم پر دل کے گوارا ہے مجھے گو یہ نمک
کون چکھے گا محبت کا مزا میرے بعد

در جانان سے مری خاک نکلنا برباد
دیکھ جانا نہ او دھر باد صبا میرے بعد

خار صحرائے جنون تو نہین اگر تیز رہے
کوئی آئے گا نہین آبلہ پا میرے بعد

میری دم تک ہی ترا اے دل بیمار علاج
کوئی کرنے کا نہین تیری دوا میرے بعد

اوس ستمگر نے مجھے جرم وفا پر مارا
کوئی لینے کا نہین نام وفا میرے بعد

اے ظفر کیونکہ محبت کو نہو غم تیرا
کوئی غمخوار محبت نہوا میرے بعد

وہ مری گردش طالع سے کہ جسکے آگے
ہوگیا کاسۂ گردون وہ کبھی چاک یہ گرد

دل پرآبلہ سے گر ہو مقابل تو صبا
جھاڑ دے خوشۂ انگور کی پس تاک یہ گرد

صرصر حرص ہوا سے ہے مکدر عالم
اے ظفر سب کے پڑی ہے رخ ادراک پہ گرد

ردیف دال مہملہ جلد دوم

کیا دہن میں ہین ترے اے لعل لب دندان سفید
در جگ یاقوت میں موتی ہین سب یکسان سفید

دیکھے وہ بوندین پسینے کی ترے رخسار پہ
جسنے دیکھے ہون نہ گل پر قطرۂ باران سفید

تیرہ بختون کے لیے ہے صاف تیغ آبدار
سر کے بالو مین تری یہ رنگ ہے جانان سفید

جوش گریہ سے یہ عالم ہے کہ ہر آنسو کی بوند
ہے کبھی سرخ اور کبھی ہے زیر مژگان سفید

دوست جب دشمن ہوئے اور آشنا نا آشنا
ہوگیا لوہو جہان کا ہم نے جانا ہان سفید

اک غضب بجلی سی چمکی شب ترے رخسار سے
دیکھتے ہی ہوگیا روئے مہ تابان سفید

چاہیے دل سے فقیری اسپر کیا موقوف ہے
اے ظفر رنگین ہو یا ہو جامۂ انسان سفید

ردیف دال مہملہ جلد چہارم

یار سے عیارگی ہے گرچہ یاری سے بعید
پر نہیں اے مہربان عادت تمھاری سے بعید

کیا کرے گر شمع پر جان اپنی پروانہ ندے
اس جگہ پر ہے تامل جان نثاری سے بعید

کشتی نہ چرخ گر ہو غرق طوفان بلا
کیا ہے میری چشم تر کی اشکباری سے بعید

تیر نگاہ سے مجھے زخمی تو کر چلے	پھر کھینچتے ہو تیغ میان یک نشد دو شد
جل ہی رہا تھا آتش اندوہ و غم مین دل	اوٹھنے لگا جگر سے دھوان یک نشد دو شد
بیٹھے تھے خانقاہ مین ہم بنکے پارسا	پھر یاد آیا دیر مغان یک نشد دو شد

کی دوستی جو اوس بت کافر سے اے ظفر
دشمن ہوا ہے اپنا جہان یک نشد دو شد

ردیف ذال معجمہ جلد اول

کیونکہ خسرو کو لگین اوسکی نہ دشنام لذیذ	جسکا شیرین ہو دلا نام خدا نام لذیذ
تشنہ لب جو کہ شہادت کے ہین اونکی قاتل	کیون نہ شربت سی ہون آب دم صمصام لذیذ
یہ مزا قند و شکر مین بھی نہین ہے ہرگز	لب شیرین ترے جیسے ہین دلارام لذیذ
یاد چشم بت بدمست نے ہمکو ساقی	وقت مینوشی کے کیا لگتے ہین بادام لذیذ
لگ کے تو نخل محبت مین دلا ہو پختہ	یعنی ہوتا نہین ہرگز ثمر خام لذیذ
ہے کہان سیب مین بھی حلاوت ایسی	بوسہ جو تیرے ذقن کا ہے گل اندام لذیذ

جو مزہ بادۂ الفت مین ظفر ہے دیکھا
ایسی ہوتی نہین ہرگز مے گلفام لذیذ

چھپایا تو نے ہے کسکا کواڑ مین کاغذ	دھرا ہوا ہے جو بیٹ کی دراڑ مین کاغذ
لکھے جو محضر خونین کو کوہکن کے عشق	تو برگ لالہ ہو بھری پہاڑ مین کاغذ
کسیکو لکھتے تھے خط وہ پلنگ پہ بیٹھے	مجھے جو دیکھا چھپایا نواڑ مین کاغذ

ردیف ذال معجمہ جلد چہارم

خط نہین رُوئے متر مش پہ ترے پھر نکلا
بدلا قرآن کی ہے تفسیر کا پیلا کاغذ

سیکڑون نسخے کیے جمع مئوس نے مگر
نہ ملا نسخۂ اکسیر کا پیلا کاغذ

وے ہے جب جرم وفا پر وہ کسیکو تعزیر
دیکھتا ہے مری تعزیر کا پیلا کاغذ

سرنوشت اے ظفر اپنی نہین بدلی جاتی
ہے وہی اک خطِ تقدیر کا پیلا کاغذ

ردیف رای مہملہ جلد اول

خدنگِ عشق ہوا کیا جگر کو توڑ کے پار
یہ تیر وہ ہے کہ جاوے حجر کو توڑ کے پار

ہزارون روزنِ در بند کیجیے گا آپ
نگاہ جاویگی دیوار و در کو توڑ کے پار

اسے نہ آنکھ مین تل سمجھو تم یہ روزنِ در
نظر کا تیر گیا ہے نظر کو توڑ کے پار

اوتر سکا نہین دریائے عشق کو کوئی
چلا ہے کس لیے فرہاد سر کو توڑ کے پار

فلک سے آہ ہماری گذر گئی اس طرح
کہ جیسے تیر کوئی ہو سپر کو توڑ کے پار

کہان ہے اوس لبِ نازک پہ رونگٹون کی نمود
ہوئے ہین خاک سے گلبرگ تر کو توڑ کے پار

قلق سے تھا شبِ مہتاب میری حال اوس مین
ظفر ہوا ہی تھا نالہ قمر کو توڑ کے پار

وقت غفلت اور ہے ہنگامِ ہشیاری ہے اور
خواب کی سیر اور ہے اور سیر بیداری ہے اور

اے تجلائے صنم مین صدقے تیری شان کے
تیری شان و حسن مین طرز و ادا داری ہے اور

دردمندانِ محبت کا طبیبون سے علاج
کس طرح سے ہو سکے یارو یہ بیماری ہے اور

پیدا نگاہ کر کہ تجلی حسن یار سب جا ہے آشکار ❖
شعلے سے طور کے نہین کم روشنی مین ہے ہر سنگ کا شرر

کیون کعبہ و کنشت مین سر مارتا ہے تو سرگرم جستجو
تو جسکو ڈھونڈھتا ہے چھپا وہ تجھی مین ہے پر تو ہے بیخبر

جوش بہار حسن کسی گل سے لے صبا ہے یہ جنون کا جوش
مصروف اس قدر جگر بیابان دری مین ہے ہر غنچہ ہر سحر

ہے دور جام و صحبت یاران زندہ دل کیفیت حباب
کچھ ہے اگر مزا تو یہی زندگی مین ہے باقی ہے درد سر

اے خود پرست پوچھتا کیا ہے خدا کی راہ ہے وہ بہت قریب
گم کردہ راہ آپ تو اپنی خودی مین ہے اس سے ہے دور تر

صد داغ سوز عشق سے کھا بلکہ صد ہزار ہر داغ دل ہو تو
لذت تجھے نصیب اگر عاشقی مین ہے اے سوختہ جگر

افشائے راز عشق نکر لیکے چپ کی بات پردہ ہی خوب ہے
جی ہی مین اپنے رہنے دے جو کچھ کہ جی مین ہے خاموش اے ظفر

یا تو وہ سکتے تھے سرگوشی ہمین سے اسقدر	یا لگی ہونے سخن پوشی ہمین سے اسقدر
ہمکو پاس اتنا نہو ہر بات پر پہلو تہی	اور تمھین ننگ ہم آغوشی ہمین سے اسقدر
ہوش مین آو ہمین کہتے ہو تم بیہوش ہو	کیون میان دل ہوش بیہوشی ہمین سے اسقدر

ہمارے مہ جبین سینہ کے دیکھے آبلہ تو نے	کہان اسطرح کے ہین اختر تابندہ گردون پر
ہوئے جو داغ بر دل ہو کے تیرے جا بجا پیدا	جھلے ہے مورچھل طاؤس انکی زرد رنگون پر

ظفر آگے مرے سرسبز ہو وے کس طرح کوئی
کرے ہے طنز ہر مصرع مرا اب سر و موزون پر

کرون مین گریہ اگر اپنی ناتوانی پر	فلک زمین پہ ہو یون جون حباب پانی پر
وفا کے بدلے جفا تم کرو ستم ہے یہ	صد آفرین ہے تمھاری بھی قدردانی پر
غنیمت آہ سمجھ لے تو وصل گل بلبل	نہ پھول باغ مین دو دن کی زندگانی پر
ہمارے رو برو کرتا عجب ہے نوا سنجی	لگے ہین تجکو بھی لے مرغ بوستانی پر
نصیب خفتہ مرے بعد عمر جاگے آج	جو چشم یار ہے کچھ عین مہربانی پر
ہزار حیف کہ بلبل کا صحن گلشن مین	نچھوڑا ایک بھی صیاد نے نشانی پر
ہنسی کی بات نہین ہے کہ ہر سحر خورشید	نثار ہے تری دستار زعفرانی پر
کھلی ہے چشم حقیقت جنھو نکی مثل حباب	وہ باندھتے نہین تکیہ جہان فانی پر

ظفر ہم اپنے ہی قصے مین ہینگے آلودہ
خیال کسکے بھلا رکھین اب کہانی پر

بلا سے گر کوئی دنیا مین ہو خفا دلگیر	پر آشنا سے ہو یارب نہ آشنا دلگیر
چمن مین صحبت بلبل سے گل تو خندان ہے	الٰہی مجھ سے مرا کیون ہے دلربا دلگیر
نہین ہے گلشن عالم شگفتگی کی جا	برنگ غنچہ تصویر ہین سدا دلگیر

وفور اشکون کا ہے ہمارے ٹپکتے بالون مین ہین شرارے
نہ کیونکہ ہون عشق پر نچھاور زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

پھپھولے پاؤن مین ہین نمایان تو سر پہ داغ جنون فروزان
نہ دیکھین دیوانے تیرے کیونکر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

ذرا جبین عرق فشان پر تو اپنی افشان دکھا دے چُنکر
کہ تا نظر آئین ماہ پیکر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

نہ سبزہ و گل پہ جوش شبنم نہ چمکے جگنون ہوا پہ ہر دم
نظر سب آتے تھے مجکو نکسر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

ادھر تو فوارے چھٹتے ہین وان ادھر ہین اشجار پر چراغان
نئی ہے سیر اک چمن کے اندر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

زمین نہایت ہی تھی یہ مشکل ظفر ہے اوستاد پردہ کامل
غرض دکھائے وہین بٹھا کر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

بجز انگور کب راضی ہون ہم جنت کے جانے پر
لگے ہے مرغ روح میکشان تک آب و دانے پر

تاسف کوہکن کے بار کوہ غم اوٹھانے پر
ٹپکتا تھا یہ سر شیرین کے سنگ آستانے پر

ترا گھر میرا کاشانہ تھا اب ہے غیر کا مسکن
تسلط زاغ نے پایا ہمارے آشیانے پر

اثر دیکھا ترے گریہ وہ بیداد کہتا ہے
کہ مجکو آگ لگتی ہے ترے آنسو بہانے پر

ہمارے دل کا عقدہ غنچہ لب یون کبھی کھلتا ہے
کہ وا شد اسکی ہی موقوف ہے تیرے کھلکھلانے پر

اے ظفر جامۂ گل پر نہ کرے ناز کبھی
دیکھ لے رنگین تر اوس شوخ کی پوشاک بہار

ردیف رای مہملہ جلد دوم

[illegible]

کب تلک تیری جدائی مین رکھون	ابرو کے مانند رنگین اشکبار

اے ظفر اوس سے کوئی کہتا نہین
جا کے اتنا بھی کہ سُن او گلعذار

دفور گریے نے چشم پر آب کے اندر	دکھایا ہمکو سمندر حباب کے اندر
نگاہ مست مین ساقی کی جو ہے کیفیت	بھلا کہان ہے وہ مستی شراب کے اندر
برنگ شعلۂ فانوس ہو نہ پوشیدہ	تمھارا عارض روشن نقاب کے اندر
ذرا بچشم حقیقت ہو گرم نظارہ	وہی ہے ذرے مین جو آفتاب کے اندر
اگرچہ صاف ہے دل سادہ لوح پر مین	جو دیکھا ہمنے نہ دیکھا کتاب کے اندر
کہان ہے سینے مین پیکان کہ وہ تو بیٹھا ہے	چھپا ہوا دل پر اضطراب کے اندر

ہمارے آنسوؤن مین یون ہے رنگ عشق ظفر
کہ جس طرح سے ہو خوشبو گلاب کے اندر

دکھانے لاکھ وہ شاہ و وزیر کا محضر	سند نہ رکھیگا کوئی فقیر کا محضر
بروز حشر دکھاویگا یہ دل پر داغ	خدا کے آگے تمھارے اسیر کا محضر
فلک کے صفحہ پہ یون مہر و مہ کی مہر نہین	نگر یہ ہے کسی روشن ضمیر کا محضر
جگر پہ او سکے نہ تو داغ یہ سمجھ گلگیر	ہوا ہے تجھ پہ شمع منیر کا محضر

ظفر نہین ہے کسی وجہ سے مورد تقصیر
یہ چاک ہوگا تمھارے مشیر کا محضر

[illegible]

عدم سے جو نہ لیوے صراحی شراب ناب کی توڑ
تو کچھ مین سست ابھی گردن وہین حباب کی توڑ

اوٹھینگے ابر جو ساقی تو نہین کیفیت
تو ڈھیپے وین کین تو بہ ہم شراب کی توڑ

سوال بوسہ یہ دیگر جواب توڑتے تو
نہ خاطر اے صنم اس خانہ خراب کی توڑ

چمن مین اوس تن نازک سے گر مقابل ہے
تو پتیان ابھی پھینکین گل گلاب کی توڑ

غمون کی آتی گرانباریون سے اے گردون
کمر نہ میری دل گرم اضطراب کی توڑ

نڈال میکدے مین دیکھ محتسب اندھیر
ذرا خدا سے تو ڈر خم شراب آفتاب کی توڑ

سکھے ہے فکر مری وہ بلند پروازی
کہ وے اک آن نہین ہمت ظفر عقاب کی توڑ

ردیف زای معجمہ جلد اول

بشر کو کیون نہو درپیش یان نشیب و فراز
کہ دم کے ساتھ ہے ہر دم یہان نشیب و فراز

فلک عروج و تنزل سے اک زمانے کو
دکھائے ہے روش نردبان نشیب و فراز

کیسے ہی جامی ہے راہ فنا کو طے ہر دم
سمجھے کچھ نہین عمر روان نشیب و فراز

حضیض و اوج مین سیار ہین ستارے بھی
دکھاتا کسکو نہین آسمان نشیب و فراز

کہون بگولے کو کیا خاک مین بیابان گرد
کہ میری طرح سے دیکھے کہان نشیب و فراز

دکھائے ہے سر عاشق کو قاتل سفاک
بزیر تیغ و بنوک سنان نشیب و فراز

کسیکو پست کرے ہے فلک کسیکو بلند
کہ اس ہنڈولے مین ہے ہر زمان نشیب و فراز

ہمین ہے راہ محبت مین ہر زمان در پیش
برنگ گرد رہ کاروان نشیب و فراز

رنگ پان و نوق دندان مسی زیب ہوا
مصحف لب سے یہ سرخی ہے سیاہی آمیز

تیری شمر گانکی پلٹن مین جوان سب یکذات
قوم کا انکی نہین اسمین سیاہی آمیز

کسکا پھرتا ہے مری آنکھو نمین دھانی جوڑا
ہوگیا رنگ جواب اشک کا کاہی آمیز

کبھی انکار تعشق سے کبھی ہے اقرار
اے ظفر کرتا ہے باتین دل واہی آمیز

سنگ سرمہ نے کیا یون نگہ یار کو تیز
جس طرح سنگ فسان کرتا ہے تلوار کو تیز

تن برہنہ ترا وحشی جو سر دشت آئے
نوک سے باد صبا خار سے ہر خار کو تیز

گل اوسے دیکھکے دیوانہ ہوا ہی قصدا
بلبلین کیون نکرین نشتر منقار کو تیز

نوک سے سبز کی نتین کچھ سمر سے کم
پھر کیا توسن وحشت کی جو رفتار کو تیز

نگہ یار غضب ناک دوا دل کی نہو
کہ دوا دیجے نہ اس طرح کی بیمار کو تیز

قیمت نیم نگہ دیتے ہین عاشق دو جہان
کردیا عشق نے یہ حسن کے بازار کو تیز

اے ظفر دیکھیے کیا ہو کہ وہ سفاک جہان
آج پھر دیکھتا ہے اپنے گرفتار کو تیز

اگرچہ منزل رشک قمر ہے دور و دراز
پہونچنا اپنا بھی یک نظر ہے دور و دراز

خدنگ نا رسے کہدو کرے نہ کوتاہی
کہ عرصہ دل سے نہین تا جگر ہے دور و دراز

پہونچتے ہین کہین مر مر کے تا منزل
عزیزو راہ عدم اس قدر ہے دور و دراز

نہ روک تو ہمین جانے دے تجکو کیا ناصح
بلا سے راہ محبت اگر ہے دور و دراز

تا حق زبان شمع نہ گلگیر کاٹتا	کرتی نہ وہ زبان جو سر انجمن دراز
بارے کیا وہ تیشۂ حسرت نے مختصر	تھا جو کہ قصۂ عشق کا اے کوہکن دراز
مارے ہے بے زبان دہن خم لاف عشق	یہ تو زبان دراز نہیں ہے دہن دراز
تشبیہ اوسکو دون قد موزون سے کیا ترے	اے رشک گل ہے قامت سرو چمن دراز

جانے بھی دے تو نہ چھیڑ ظفر ذکر زلف یار
ہو جائیگا زیادہ وگرنہ سخن دراز

ردیف زای معجمہ جلد چہارم

جس طرح کھینچے ہے دل سے آہ نہ اتنی تیز	اس طرح نکلے کمان سخت سے کب تیر تیز
سوزش دل نے جلا کر مجکو خاکستر کیا	کر دیا اس آگ کو تو نے تو اے تقدیر تیز
کند کر دل کو نہ وقت ذبح اپنے صید کے	کر لے تو اپنی چھری ظالم دم تکبیر تیز
پھر لگے کاغذ کے گھوڑے دوڑنے چاروں طرف	پھر لگی ہونے وہاں تحریر پر تحریر تیز
روبرو اوسکے ہے تیری زبان کیا مجال	کر رہے ہیں بیٹھے بیٹھے ہم یہیں تقریر تیز
قتل کرنا کسکا ٹھہرا دیکھیے مد نظر	اوس نگہ نے سنگ سرمہ سے جو کی شمشیر تیز

جتنی تصویریں مرقع میں ہیں عالم کے ظفر
سب سے ہے اوس عالم تصویر کی تصویر تیز

ہے کا ما بدم والسین نشیب و فراز	کہ دم کے ساتھ ہے اپنے نشیب و فراز
سمجھتا آپ کو اونچا ہے اور کو نیچا	ملے گا تجکو بزیر زمین نشیب و فراز

قبۂ گل پہ جو بھونرا ہو تو کچھ دور نہین
دیکھ ہے داغ جگر سینۂ دل زار کے پاس

منکشف کیون نہو آتا مجھے تجھ پر
قبر عاشق کی ہے ظالم تری دیوار کے پاس

حلقۂ زلف اوس ابرو کے نہو کیونکہ قریب
رکھنی قاتل کو سپر چاہیے تلوار کے پاس

سوزش عشق مین دل کیون نہو بیتاب ظفر
جانے دیتا نہین کوئی مجھے اوس یار کے پاس

آبلہ پیدا ہوا داغ دل مضطر کے پاس
چاہیے تھا واقعی شیشہ بھی ہان ساغر کے پاس

زلف آشفتہ نہین خال رخ دلبر کے پاس
شاخ سنبل باغ مین طرفہ ہے نیلوفر کے پاس

جب سے دل کے متصل رکھا ہو مین تصویر یار
اور ہی صورت کا جلوہ ہے خدا گھر کے پاس

دل محبت ہمنے دیا ہے لے بت کافر تجھے
لعل کی کیا قدر ہو جب تجھ سا ہو گوہر کے پاس

مین تو سایہ سے بھی اوسکے مانگتا ہون الحذر
ہو جو دیوانہ سو جاوے اوس پری پیکر کے پاس

ابر کی کیفیتین جانی ہمین بھاتی نہین
بادۂ گلگون ہے شیشہ رکھدے ساقی بھر کے پاس

زلف کے کشتہ کا تیرے ہی جہان مدفن ہان
جا نہین سکتا کبھی کالا بھی مارڈسے کے پاس

آفرین تجھکو ظفر ہو کیون نہ شاگرد نصیر
اس غزل کو جاکے پڑھ ہر ایک دستور کے پاس

خموش کیون نہو مرغ فلک و باغ قفس
ہزار حیف کہ ہو ہمصفیر داغ قفس

قفس کے چاک مین گل رکھکے مت دکھا صیاد
کہ ہر بلبل شیدا ہے یہ چراغ قفس

قفس سے چھوٹکے پہونچون اگر چمن کی طرف
برنگ لالہ ہے دل یہان بھی داغ قفس

کیا عدم مین بھی ہے میخانہ ہستی کی ہوا	خاک سے بادہ کشون کی جو بنے جام و سبو

ہم وہ آوارہ و سرگشتہ ظفر ہین کہ ہمین
نہ تو ویرانے کی پروا ہے نہ بستی کی ہوس

ردیف شین معجمہ جلد اول

بھولا نہ تجھے یہ کبھی اس یاد کو شاباش — شاباش ہمارے دل ناشاد کو شاباش

ہر روز ستم تازہ ہے ہر روز نیا ظلم — اے شوخ ستمگر تری ایجاد کو شاباش

گویائی اگر ہووے لب زخم جگر کو — اتنا کہے اوس خنجر بیداد کو شاباش

نازک ہے تو کس کام کا ناصاف ہے گر دل — فولاد بنا آئینہ فولاد کو شاباش

المنة للہ کہ ہوئی اتنی تو تاثیر — کہتے ہین وہ سنکر مری فریاد کو شاباش

یہ قتل کا ہے شوق کہ اوڑ جائے اگر سر — پیدا ہو صدا خلق سے جلاد کو شاباش

مرغ چمن قدس کو اس دام سے کیا کام — پر کھینچ ہی لایا مجھے صیاد کو شاباش

کیا طرز وفا عشق سے سیکھا ہے دل آہ — شاباش تجھے اور تری اوستاد کو شاباش

مر مر کے ہوئے داخل جنت بنی آدم — پر چھوڑ نہ جائے پدر اولاد کو شاباش

آسان نہین سنگ پہ سر مارکے مرنا — کیا کام کیا عشق مین فرہاد کو شاباش

ہین لاکھون خیالات مین فکر سخن اپنا
تیری ظفر اس طبع خداداد کو شاباش

بڑی ہی چھوٹی ہین کہتی ہین آب کو آتش	ہمیشہ باندھے ہین شاہ شراب کو آتش

ردیف شین معجمہ جلد دوم

ردیف شین معجمہ جلد سوم

ردیف صاد مهمله جلد دوم

نہیں ہے ایک ادی گلعذار سے اخلاص

اوسے ہم ارسے الفت ہم ارسے اخلاص

برا برا ہے ہم ایک یار سے اخلاص

جو ہم او دشمن جان ہیں وہ ہے اوسیکا دوست

کرے ہے کب وہ مرد و ستدار سے اخلاص

ملا نا خاک میں ہے اور بھی سوا منظور

بڑھا یا تونے جو اس خاکسار سے اخلاص

تو بول مجھ سے تو ناصح کہ میں ہوں دیوانہ

تو ہوشیار ہے کر ہوشیار سے اخلاص

ہم ایک شخص سے اخلاص ہے ہمارے تئیں

مگر نہیں اسی تقصیر وار سے اخلاص

بغیر رنج و مصیبت سوا حسرت و یاس

رکھے ہے کون دل بیقرار سے اخلاص

جو ہجر کی تھی کثرت آفات میں تشویش

تو بھاگ ذلا دیکھ محبت سے کہ اسکی

گذری ہے کوئی لحظہ جو بیفکر تو ہر دون

پاتے نہیں ہم تو کبھی رندوں کو مشوش

جی کیوں نہ ڈر سکے گذر سے ہو دل جو شکستہ

دل نذر کروں اپنا کہ جان بیشکش اپنی

سب مٹ گئی وہ ایک ملاقات میں تشویش

ہر گام میں اندیشہ ہے ہر بات میں تشویش

دیتا ہے تنہا اوسکے مکافات میں تشویش

آتی ہی نہیں بزم خرابات میں تشویش

ٹوٹے ہوئے گھر سے تو ہے برسات میں تشویش

ہے مجھکو ترے غم کے مدارات میں تشویش

عقبے کی ظفر چاہیے کچھ فکر تو کو

بیہودہ ہے دنیا کی مہمات میں تشویش

ردیف صاد مهمله جلد اول

بھری تھی ساغر میں رات ساقی نے ایسی خوشبو شراب خالص

نہ اوسکو پہونچی ہے مشک خالص نہ اوسکو پہونچی گلاب خالص

اس آرزو میں کہ اوسکے پانوں کے چھلے کوئی مجھے بتاوے

ادھر تو ہے سیم ماہ خالص ادھر زر آفتاب خالص

حلاوت اوس شیرین لعل لب کی نہ پوچھ بوسے کی ہے یہ شیرین

کہ جو کوئی انگبین خالص کو گھولدے لیکے آب خالص

دل شکستہ درست میرا ہو وے کیونکر کہ ہاتھ آئے

تمھارے بوسے سے خال مشکین کی مومیائی شتاب خالص

ظالم تری نگہ مین ہے گرہ گیر کا خواص	رکھتا ہے دل ہمارا بھی نخچیر کا خواص
حق مین ترے شہید کے آب حیات ہے	کیا کم ہے آب خنجر و شمشیر کا خواص
نسخے مین ہے میر کرتپ غم کے لکھے طبیب	کافور بھی ہو قرص طباشیر کا خواص
سودائی اوسکا پائے بہ زنجیر کیا ہے	رکھتا ہے وہ تو نالۂ زنجیر کا خواص
سمجھے نہ اپنے لایق خدمت وہ شاہ حسن	شاہ جہان کا ہو کہ جہانگیر کا خواص
ہو کیون نہ خاکسار محبت کا دل غنی	ہے خاک کوئے یار مین اکسیر کا خواص

رہتی ہے اوس سین مین گرہ کیا سبب ظفر
کیا اوسمین بھی ہے زلف گرہگیر کا خواص

ردیف ضاد معجمہ جلد اول

لب نکالینگے ترے لعل یمن پر اعتراض	زلف ہی کرتی ہے کیا مشک ختن پر اعتراض
ہنسنے کی ہے جا نکنی اور اونکی خارجی	واجبی ہے گر کرین ہم کوہکن پر اعتراض
لاکھ پیچ و تاب کھائے موج دریا پر کہان	کر سکے اوس تیغ پر شکن پر اعتراض
ہوئے پھر صبح قیامت پر قیامت آشکار	گر نکالے کچھ مری خاک کفن پر اعتراض
شاخ سنبل سے نکالے شاخسار زلف گر	قد ترا کرنے لگے سرو چمن پر اعتراض
تا ہے گنبد اگر اک اپنی وہ دود آہ سے	لاکھ نکلین خیمۂ چرخ کہن پر اعتراض

آج کس اہل سخن کو یہ مقدور ہے
کر سکے جو اے ظفر تیرے سخن پر اعتراض

ردیف ضاد معجمہ جلد دوم

ردیف ضاد معجمہ جلد سوم

ساقیا پہونچے ہے تیری جام سے عالم کو فیض
منہ نہیں ہمکو لگاتا اک نہیں ہے ہم کو فیض

ہوش صاحبدل کبھی محتاج فیض جام جم
بلکہ انکے ساغر دل سے ہو جام جم کو فیض

رکھتی ہے جاری ہمیشہ آنسووں کے فیض نہر
دیکھنا منظور ہے کیا میری چشم نم کو فیض

عشق میں ہے بس غنیمت ہمکو غم اور غم کو ہم
پہونچتا ہے غم سے ہمکو فیض ہمسے غم کو فیض

ہو تو شاید کچھ تمھارے ہی لب جان بخش سے
ورنہ ہو عیسی سے کیا اس عاشق بیدم کو فیض

عمر بھر کھایا کیے تم حضرت دل پیچ و تاب
کیا اوٹھایا ہے جگر اوس کاکل پرخم کو فیض

ہے لنخت فیہ من روحی سے ظاہر اے ظفر
جو کہ پہونچا خالق کونین سے آدم کو فیض

ردیف ضاد معجمہ جلد چہارم

زلف سے اولجھے یہ کیا اس مبتلا کو ہے غرض
سر پہ لے ناحق بلا کسکی بلا کو ہے غرض

جو ہوا اے شوخ بیمار غم فرقت ترا
نے شفا سے اوسکو اور اوس سے شفا کو ہے غرض

دل مرا ہو رشک سے خون یہ فقط مقصود ہے
ورنہ اوسکے دست و پا سے کیا حنا کو ہے غرض

جان و دل ایمان و دین جو کچھ تھا الفت نے لیا
اب رہی کیا ہے اوس کافر ادا کو ہے غرض

اے ستمگر اے وفا دشمن ترے بیداد کو
بیوفا کو کیا غرض ہے باوفا کو ہے غرض

امتحان پرسش تیغ نگہ منظور ہے
قتل سے میرے نہیں اوس پر جفا کو ہے غرض

آشنائی بے غرض ہے کون دنیا میں ظفر
پڑتی سو بار آشنا سے آشنا کو ہے غرض

زلف کی تار سے ہی رخ پہ کہان یار کے خط
صحن گلزار مین چلتے ہین برا مار کے خط

پہنکر ہار گلے مین جو وہ سویا شب کو
پڑ گئے گردن نازک پہ کئی ہار کے خط

خط تو پکڑا ہی گیا تھا مرا لیکن نکلے
پاس قاصد کے مرے اور بھی دو چار کے خط

خطِ عارض ترا وہ ہے کہ نہو وے سر مو
روبرو کوئی ترے اس خطِ گلزار کے خط

نامہ بر دیکھیے تقدیر مین لکھا کیا ہی
یار پڑھتا ہے مرا سامنے اغیار کے خط

یاد آئی دمِ تحریر جو وہ زلف دراز
ہو گیا ایک برابر کئی طومار کے خط

کھینچے ہے تارِ شعاعی سے ہمیشہ سر خاک
مہر بھی روبرو اوس تابشِ رخسار کے خط

مہرِ نامہ اگر ہو نہین نہ آنکھین قاصد
کیونکہ معلوم ہون حسرت کشِ دیدار کے خط

تیغ ابرو سے مین جانباز ظفر سینہ سپر
نے اجل پڑتا نہین تھارسے تلوار کے خط

ردیف طای مہملہ جلد دوم

ابھی بھیجے نہ یارا یار اخط
دیکھ تو بھیجے میرا سارا خط

لایا قاصد جواب خط ایسا
ہم کو لکھنا پڑا دوبارا خط

تجھکو لکھتے قلم سے نرگس کے
تیرا حسرت کشِ نظارا خط

دل کے مضمون بیقراری سے
اوڑ گیا ایسا جیسے پارا خط

کیا تعویذ ہول دل ہمنے
لیکے اے دل ربا تمھارا خط

مانگ ہے یا اندھیری راتمین تو
کہکشان کا ہے آشکارا خط

تر نہ کر اشکون سے کاغذ سبر	لکھنے دے اے دیدۂ نمناک خط
تیغ برّان سے تری پڑتا نہین	لے قصدا اے قاتل سفاک خط
تو نے کیا لکھا تھا جو رونے لگا	پڑھ کے تیرا عاشقِ غمناک خط

حاسدون کے ناک مین دم ہے ظفر
دیدو جا قو سے پکڑ کے ناک خط ❊

ہمدمو عشق کی نہ پوچھو شرط	جان دیجے تو کچھ ادا ہو شرط
خو تمھاری نہ جائے گی بدلی	آہمین جو چاہو ہمسے بدلو شرط
اپنی ہمکو رہائی ہے منظور	ورنہ تم اور ہمسے جیتو شرط
دلِ بیمار کے علاج مین ہے	وصل دلدار اے طبیبو شرط
دل بندھا زلف سے نہین چھٹتا	اسکے چھٹنے پہ تم نہ باندھو شرط
یون کسیکو ہے کون دیتا دل	دلبری بھی ہے دلربا کو شرط

اسکا دشوار ہے بجا لانا
ہے محبت کی اے ظفر جو شرط

یون ہلے جنبش ابرو سے ترے دل مضبوط	جیسے بھونچال سے جاتا ہے مکان ہل مضبوط
پایداری نہین ہستی کو کہ ہے سست بنا	یان محل اپنے بناتے ہین یہ غافل مضبوط
دل کے کچے نہین ہم جان تلک دین اپنی	گر ہے قول پہ یہ حورِ شمائل مضبوط
ہمنشین باتین بناتے ہین ہزارون آسان	لیکن اک بات پہ ہو جاتی ہے مشکل مضبوط

[illegible]

تشبیہ نعت یار کو زنجیر سے نہ دو
[illegible] پیچ و تاب ہین زنجیر مین غلط

[illegible]
سب اوسکے خد و خال ہین تصویر مین غلط

[illegible]

ابرو پر اوسکے چین کا عالم ظفر ہوا اور
جوہر کہان ہین ایسی شمشیر مین غلط

ردیف ظای معجمہ (?)

[illegible]

اس دل بیمار کو لیجاؤن یارب کس کی پاس
ہوگیا عالم مین خوبان مسیحادم کا قحط

کوئی غنچہ بھی شگفتہ اس گلستان مین نہین
ہوگیا ازبسکہ دل ہائے خوش وخرم کا قحط

دیکھ خوبی اپنی دلرشون کی قسمت کی کہ یان
ہے سما مرچ ونمک کا اور ہے مرہم کا قحط

کہتے ہین خوش ہو کے اپنے دل مین ہیہ دردمند
قحط ورمان ہے بلا سے پر نہین ہے سم کا قحط

یون تو ہین آدم ہی آدم سب جہان مین اے ظفر
پر جو دیکھا غور سے ہے کام کے آدم کا قحط

شمع سے گلگیر کیا ہو تاج زر کی احتیاط
عشق مین جب ہو نہ اوس سے اپنے سر کی احتیاط

نکلے جو آنسو تصور مین کسی مہ پارہ کے
چاہیے آنکھون سے اوس وشن گہر کی احتیاط

خط بچایا آپ خط کی طرح سے ٹکڑے ہوا
اللہ اللہ سے ہمارے نامہ بر کی احتیاط

سیکڑون محتاط ہو کر دختر رز سے خراب
کھو گئے اس میکدہ مین عمر بھر کی احتیاط

ہم بھڑک کر دام کے صیاد دین ٹکڑی اوڑا
پیر ذرا اچھا ہے اپنے بال و پر کی احتیاط

مرگ عاشق کی خبر جب تک مگر سن لیجے
وہ آئے دیکھنا اوس بخیہ گر کی احتیاط

اے ظفر سینے مین بھڑکا ہے شعلہ عشق کا
ہوچکی دل کی حفاظت اور جگر کی احتیاط

ردیف ظاے معجمہ جلد اول

رہیو آ دل تو اب اوس لف رسا سے محفوظ
حق سدا تجھکو رکھے ایسی بلا سے محفوظ

ہین سدا مشق ستم سے سر عشاق قلم
کوئی دیکھا نہ تری تیغ جفا سے محفوظ

ردیف ظاے معجمہ جلد دوم

دل اوسکی جنبش مژگان سے کیون خدنگ نگہ کرے
کہ اس مریض کو ہان چاہیے ہوا کا لحاظ

اوٹھا کے آنکھ نہ دیکھا چمن مین نرگس نے
رہا جو اوسکو تری چشم پر حیا کا لحاظ

ملون مین اپنے کف پا سے اپنی دیدۂ تر
مگر ہے مجھکو ذرا سرخی حنا کا لحاظ

رکھین ہم اوس سے ولا چشم آشنائی کیا
نہ پاس یار کا جسکو نہ آشنا کا لحاظ

نہ توڑ دل کو مرے اے بتان سنگین دل
ڈرو خدا سے کرو خانۂ خدا کا لحاظ

ظفر پلا دے لب سے بھر کے ساغر مئ ناب
اگر اوٹھانا ہے منظور دلربا کا لحاظ

ردیف ظاے معجمہ جلد چہارم

گلی مین یار کی ہمنے رکھا قدم بلحاظ
گئے بھی تو باادب آگے بھی تو ہم بلحاظ

ہماری شکل نے سب حال کہدیا اوسسے
زبان سے گو نکہا ہمنے دل کا غم بلحاظ

قلم وہ کرتے ہین آپہی ہاتھ اے قاصد
اگرچہ کرتے ہین خط اونکو ہم رقم بلحاظ

حیا اوسکی حسن مین یوسف نہو سکا جسسے
تو جا چھپا وہ پس پردۂ عدم بلحاظ

نہ ہیا وا چونک اوٹھے خواب ناز سے وہ گل
چمن مین جائیو اے باد صبحدم بلحاظ

ابھی ڈبوئین رقیبون کے گھر کے گھر لیکن
ہم اونکے آگے نہین ہوتی چشم نم بلحاظ

ظفر نہ کھینچ سکا اوس مو کمر کی جب تصویر
تو سر جھکا کے اوٹھائے نہ مو قلم بلحاظ

ردیف عین مہملہ جلد اول

وصل کی تاب نہین کھینچے ہے پروانے کو
کیون ظفر شوق کنارہ ہوس بوس مین شمع

کم نہین ہے سوزش داغ دل دلگیر و شمع
بلکہ ہمسر ہے ہمارا نالۂ شبگیر و شمع

کب تصور اوسکا دل مین ہے او آہ آتشین
ہین یہ فانوس خیالی مین ہم تصویر و شمع

موج اشک چشم اے پروانہ کب ہے زیر پا
موج سودا ہے اسے باہم مجھے زنجیر و شمع

اوس رخ پرنور سے روشن ہو کیونکر ماہتاب
ایک ہو کیونکر چراغ مہر تنویر و شمع

ہے اجل سر پر کھڑی یہ وصل کی شب کو ظفر
ایک جا جو ہین ہمین آئی نظر گلگیر و شمع

کس لیے ڈھونڈھین آہ ہم غنچہ و گل چراغ و شمع
تو ہی نظر مین ہے صنم غنچہ و گل چراغ و شمع

ہے دل تنگ و زخم تن و داغ جگر اور آہ گرم
پاس ہین اپنے دمبدم غنچہ و گل چراغ و شمع

جام و گلابی شراب ساغر چشم مست یار
بزم مین اپنی ہین بہم غنچہ و گل چراغ و شمع

خاطر تنگ و چاک جیب سوزش سینہ و جگر
ہین یہ بہار بزم غم غنچہ و گل چراغ و شمع

قطرۂ خون و لخت دل مردمک و قطرہ ہای اشک
ہین یہ ظفر بچشم نم غنچہ و گل چراغ و شمع

گرچہ غرق اشک ہے گریے کی شدت مین شمع
جلتی ہے تسپر بھی لیکن سوزش الفت مین شمع

کچھ نہو پروا جدائی کی مری اوس یار کو
یون جلی پروانہ کی سوز غم فرقت مین شمع

کون ہے جسکو جلاتا اپنی سوز عشق سے
لیک جلنا ہی لکھا تھا یہ مری قسمت مین شمع

ردیف غین معجمہ جلد اول

تا رکھے دیکھ کے اپنا وہ محبت مین قدم چارہ گر جائے تعجب نہین گر نہجائے	چاہیے دار بنے راہ مین منصور کی شمع سوزش عشق سے بنتی مرے ناسور کی شمع

آگے خورشید رخ یار کے کیا کام اسکا
اے **ظفر** خوب کیا بزم سے گر دور کی شمع

دل مرا لینے کو سطرح سبھی دلدار ہوں جمع ہون نہ وہ اک گرہ زلف سے اوسکی ہمسر کشتۂ نرگس مخمور ہون تیرا اے گل دل عشاق ہین یون زلف کے حلقے مین تیری کیا تماشا ہے جو وہ منہ سے اوٹھا دے برقع جوش گریہ مجھے دیتا نہین اتنی فرصت ناز و انداز و ادا سے تری کیا جان بچے شہرت اے یار جو ہو تیری مسیحائی کی	جیسے اک جنس پہ کتنے ہی خریدار ہون جمع اے صبا سیکڑون گر نافۂ تاتار ہون جمع تیرے پہلو مین عجب کیا ہے جو میخوار ہون جمع جس طرح خانۂ زندان مین گرفتار ہون جمع اوسکے جس وقت کہ سب طالب دیدار ہون جمع کہ مری چشم مین آنسو کبھی دو چار ہون جمع ایک کے قتل کو جب اتنے ستمگار ہون جمع تیرے کوچے مین نکیونکر یہ بیمار ہون جمع

اے **ظفر** کیونکہ ہو جمعیت خاطر اپنی
جب تلک اوس کف پرشانی سے نہ تاب ہون جمع

ردیف عین مہملہ جلد چہارم

ہر کام کا اک وقت ہے ہر بات کا موقع تم چوری چھپے آؤ کسی طرح یہانتک	غیر و ہمین نہین حرف و حکایات کا موقع گردن کا نہ موقع ہو تو ہو رات کا موقع

روشندلون کی قرب مین ہین لاکھ فایدے
آتا نہین ہے کام ظفر دور کا چراغ

ہے پاس اپنے اوس رخ پرنور سے چراغ
اے ماہ نو دکھا نہ ہمین دور سے چراغ

روشن ہو چشم مست کی کشتے کی گور پر
روغن کی جائے بادۂ انگور سے چراغ

شعلے کو میری سوزش دل پر جو رشک ہے
جلتا ہے بزم مین مری مذکور سے چراغ

رونق ہے تعنۂ جانون کو بخت سیاہ سے
پاتا فروغ ہے شب دیجور سے چراغ

کچھ موذیون کی گھر مین نہین روشنی کا کام
مانوس کب ہے خانۂ زنبور سے چراغ

اللہ رے تجلی انوار حسن یار
ہے میرے گھر مین روشنی طور سے چراغ

روشن ہوا آفتاب قیامت کا اے ظفر
ہم دل جلون کی شمع سر گور سے چراغ

کچھ بات کہہ مین مصلحتاً تجھ سے ہم دروغ
اے بت قسم نکھا نہین خدا کی قسم دروغ

قاصد خط اوس نے لکھ کے جو بھیجا کبھی تو کیا
تحریر جو ہے اوس مین وہ ہے یک قلم دروغ

ابرو کو اوسکے کہتے ہین سب تیغ اصفہان
ہے اصفہان مین کہان ایسا خم دروغ

غم کھاتے کھاتے جان مری لب پہ آگئی
وہ اب بھی جانتے ہین مرا حال غم دروغ

سینے تو کچھ کہا نہین تم کہتے ہو کہا
کیا بیٹھیون اوس دروغ کو ہے ستم دروغ

سچا ہے اس زمانے مین وہ بھی کہ جسکی ہو
کچھ راستی سخن مین سوا اور کم دروغ

حق ہے دروغ گو کو نہین حافظہ ظفر
جاتا ہے بھول کر کے جو وعدہ صنم دروغ

کہتا ہے کوئی جیم کوئی لام زلف کو
کہتا ہون مین ظفر کہ مسطح ہے کاف زلف

وصل کی ہونے نہین دیتی جو تدبیر حریف
اونکی تقصیر نہین ہے مری تقدیر حریف

دل پہ یون وار کیا تیغ نگہ کا اوسنے
جس طرح کھینچ کے مارے کوئی شمشیر حریف

بسمل ابرو و مژگان ہون کسی قاتل کا
نہ مری تیغ ہے دشمن نہ مرا تیر حریف

دشت وحشت کو ارادہ ہے کہ آباد کرون
کھولدے کاش مری پانؤنکی زنجیر حریف

نامۂ یار کو قاصد سے اوڑا لینگے غیر
دیکھو لے بھاگے ہین کیا نسخۂ اکسیر حریف

دوستی مین تری دشمن ہوئی یہ خلق مری
ہدف تیر بنائین مری تصویر حریف

ہین زنار محبت نہ پھرے زلف سے ہم
ہمکو پروا نہین گر کرتے ہین تکفیر حریف

شمع سان گھٹتے ہین ہر چند زبان اپنی دراز
اے ظفر دیکھین تو کیا کرتے ہین تقریر حریف

ردیف فا جلد دوم

گر ہے دل دینا خطا کر بت بے پیر معاف
سچ نہین ہونیکی ہو اب تو یہ تقصیر معاف

تو اگر قتل سے خوش ہو تو خوشی سے اپنی
خون کرے اپنا تجھے عاشق دلگیر معاف

دل سودازدہ کو مارے ہے کوڑے وہ زلف
ورنہ دیوانے کو تو ہووے ہی تعزیر معاف

دم بسمل نہ سنی منہ سے ترے بسم اللہ
ذبح کر تو نہین ہے شاید تری تکبیر معاف

گر حساب ستم و جور یہ ہون حاصل داغ
کیا عجب ہوئی محاسب کو بھی تحریر معاف

جو مجھے کہتے ہین دل اوسکو دیا کیون تو نے
نہین اوس شوخ کی ہم ناز و ادا سے واقف

کر دیا زلف دوتا کافر تری ہمکو آگاہ
ورنہ ہم آگے نہ تھے دام بلا سے واقف

مین ہون بیمار محبت نکرو میرا علاج
اے طبیبو نہین تم میری دوا سے واقف

واے کس شوخ ستمگر سے لگا دل اپنا
کہ نہ ہے مہر سے وہ اور نہ وفا سے واقف

ہنستے کیون گل کی روش باغ جہان مین غافل
اے **ظفر** ہوتے اگر اسکی ہوا سے واقف

دیکھ کر اوس قاتل سفاک کو خنجر بکف
عاشق سر باز پھرتے ہین ہمیشہ سر بکف

مے کشی کو کون آیا باغ مین اے عندلیب
جو صراحی در بغل غنچہ ہین گل ساغر بکف

ہم بدولت آنسوؤن کے دیکھتے ہین عشق مین
چشم سے اپنی صدف کی طرح سے گوہر بکف

خون کیے تو نے ہزارون پھرتے ہین سب دادخواہ
ہے ترے دست ستم سے اک جہان محشر بکف

ٹپکے دریا مین ترے دلسوز کا گر اشک گرم
ہون حبابونکی جگہہ گرداب کے اخگر بکف

آنکھ اوٹھا کر بھی نہین وہ دیکھتے بلبل دماغ
جو کہ نرگس کی طرح رکھتے ہین سیم و زر بکف

دیکھیے قسمت کا لکھا ہوگا اوس دن کیا **ظفر**
ہوویگا اعمال بد کا اپنے جب دفتر بکف

ہر رقم مین اوسکا انداز رقم ہے مختلف
جو قلم سے اوسکے نکلا ایک قلم ہے مختلف

وہ جو پاس اونکے نہین تھا تب سکے باعث خلاف
کچھہ مزاج اونکا بہت آگے سے کم ہے مختلف

روبرو تا عارض تیرے روشنی خورشید کی
صاف مثل نور شمع صبحدم ہے مختلف

لکھیں گے ہم تکلف سے اور کچھ قاصد ٭ کرینگے خط مین رقم اپنے یکقلم تکلیف

مریض عشق کو آرام ایکدم مین ہو ٭ کرے ذرا جو یہان وہ مسیح دم تکلیف

یہ جان کنی سے ہے بڑا کام مشکل اے فرہاد ٭ کہ اس سے کوہکنی مین کہین ہے کم تکلیف

مسافران عدم کی خبر خدا جانے ٭ کہ اونکو چین ہے یا جانب عدم تکلیف

مزا ہے کچھ تو مصیبت مین عشق کی ناصح ٭ اوٹھاتے جان پہ جو اسقدر ہین ہم تکلیف

قدم سنبھلکے رکھ اے دل رہ محبت مین ٭ یہ راہ وہ ہے کہ ہے جسمین ہر قدم تکلیف

جو دیکھین بتکدۂ دل مین صورت اوس بت کی ٭ کرین نہ شیخ جی صاحب سوے حرم تکلیف

دیا ہے ایسے ستمگر کو دل ظفر ہمنے ٭
کہ جس سے جان کو پہونچی ہے دمبدم تکلیف

ردیف فا جلد چہارم

تجھ بن شراب عیش کے پینے پہ چار حرف ٭ اور اس طرح کے بے مزہ جینے پہ چار حرف

لا ایک حرف شکوہ زبان پر نہ چرخ کا ٭ بھیج اس ستم شعار کمینے پہ چار حرف

جا ہے جواب نامہ قلم بھر کے خون سے تو ٭ دے کھینچ اپنے کشتے کی سینے پہ چار حرف

الفت کی شرح سے ہین بیاضین بہت سیاہ ٭ پھیلے ہین یہ ہزار سفینے پہ چار حرف

جاتے تو ہو رقیب کے کوٹھے پہ تم مگر ٭ سن جاؤ میرے ٹھہر کے زینے پہ چار حرف

ناحق جو کینہ رکھتا ہے تو مجھ سے اے حسود ٭ تف تجھ پہ اور اس ترے کینے پہ چار حرف

روز ازل سے نام محمد کے اے ظفر ٭ کندہ ہین اپنے دل کی نگینے پہ چار حرف

کوئی جا کر آئینہ رویون سے کہدے صاف صاف
ہے بجا دل مین کدورت ہی اگر دونو طرف

منہ پہ تو کچھ اور ہو تم پیٹھ پیچھے کچھ اور
ہو صفائی کیا بآئین دگر دونو طرف

عاشق و معشوق کے کیونکر نہ دل مین آئے فرق
تفرقے ڈالین جو غماز اے ظفر دونو طرف

ردیف قاف جلد اول

ہر نفس حسرت و ہر دم قلق
ہر گھڑی اوڑتے ہین دل کے ورق

دے ہے یہ استاد محبت مجھے
رنج و الم غم سے سبق بر سبق

ایک ہی بیتابی دل سے مری
مل گئے سب ارض و سما کے طبق

جلد آ جلد کہ جان محزون
تن بے جان مین باقی ہے رمق

آج اوس مست پہ ہے طرفہ بہار
زلف آشفتہ جبین پر عرق

لب پہ رنگ مسی و سرخی پان
ہے بہم جلوۂ شام و شفق

رو حاسد سے جو منظور ظفر
پڑھو قل اعوذ برب الفلق

تنک تر انہین اوس لب کے شکر سے عرق
نکلتا زہر ہے یہ سانپ کی دہن سے عرق

پیام کسکا یہ لایا کہ اتنا گرم آیا
رواں جو ہے مری قاصد کے پیرہن سے عرق

چمن پہ اوس سہی پڑ جائے دیکھکر اکبار
تمھارے رخ پہ نمایاں ہوا اس جبین سے عرق

تو سمجھو شبنم اسے دامن اپنا چھوڑ دیا
صبا نے پونچھ کے پیشانی جبین سے عرق

نہین ہے درد مجھے اور کچھ سوائے فراق
طبیب تجھ سے اگر ہو تو کر دوائے فراق

بہائے چشم سے دریا بھی وہ تو تجھ نسکے
جگر مین آگ کسیکے اگر لگائے فراق

ترے فراق زدونکی مزار سے تا حشر
عجب نہین کہ یہ نکلے صدا کہ ہائے فراق

فراق مجکو ستا تا ہی ہان فراق کو مین
یون ہین ستاؤن اگر میرے ہاتھ آئے فراق

وصال بھی جو میسر ہوا تو خوش نہوا
غم فراق کے ڈر سے یہ مبتلائے فراق

کیا خدا نے جہان آفرین نے پیدا
فراق میرے لیے اور مجھے برائے فراق

ڈرانہ روز قیامت سے تو مجھے واعظ
کہ مین نے دیکھے ہین کتنے ہی روز ہائے فراق

مزے سے کیا کوئی آگاہ ہو محبت کے
نہ جب تلک کہ ہو دل لذت آشنائے فراق

فراق و فرق مین اک حرف کا ہی فرق ظفر
جہان ہے فرق دلون مین وہین ہے جائے فراق

ہو گا تہ خاک بھی ساتھ جو دل کا قلق
جا کے ہلا دینگے ہم ساتون زمین کے طبق

لعل سی زیب پر اوسکے جو ہی رنگ پان
ہوتی ہین کیا کیا خجل دیکھ کے شام شفق

حال شب غم مرا سب نہین جاتا لکھا
گرچہ سیہ ہوتے ہین دفتر ہزارون ورق

دل کے ہین ٹکڑے نہین یہ جو ہین شغل اشک
جیسے گلستان کا لین عقل دبستان سبق

اسکو خط کہکشان تو نہ سمجھ رات کو
نالے نے میرے کیا سینۂ گردون کو شق

گو نہ زبان سے کہا راز محبت تو کیا
خشک ہے لب چشم تر زرد ہے منہ رنگ فق

لالہ و گل پر ظفر اوس سی پڑ جاتی ہے
دیکھ کے رخسار پر اوسکے بہار عرق

ردیف کاف جلد اول

غربت مین اگر آب بقا بھی ہو تو اوس سے
بہتر ہے مرے نزدیک ہے خاک وطن خشک

اے ظفر عشق کی دولت سے ہو دل جنکا غنی وہ سمجھتے نہیں کچھ خاک و اکسیر مین فرق

ہے عاشق دل سوز سراپا شجر عشق	پھل جاتا ہے چھونے سے ہو ارسکا ثمر عشق
ہوتے نہ اگر قاصد اشک اپنے روانہ	یارون کو پہونچتی نہ ہماری خبر عشق
نکلے ہے جو یون داغ بدل خاک سے لالہ	ہے زیر زمین کیا کوئی تفتہ جگر عشق
ٹھہرانے لگے آتش دوزخ تو عجب کیا	دکھلائے شرارت اگر اپنی شرر عشق
کیا فایدہ اشکو نکو اگر چشم مین روکا	ہے زردی رخسار سے ظاہر اثر عشق
بجلی گرے اے چرخ اگر اوسپہ بلا سے	لیکن نہ پڑے دل پہ کسو کے نظر عشق

ہو گرچہ دماغ اوسکا فلک پر تو بجا ہے جو آپ کو سمجھے ہے ظفر خاک در عشق

ردیف قاف جلد چہارم

کھلتا نگاہ سے ہے بت سیمبر کا فرق	کرتا ہو دل کے فرق کو ظاہر نظر کا فرق
سوے تو نہ میرے پاس وہ بستر پہ رات کو	جبتک کہ درمیان نہو بالشت بھر کا فرق
کوچے مین اونکے مجھکو مکان بھی ملا تو کیا	میرا اور اونکے گھر مین ہے دس بیس گھر کا فرق
جاتا گذر ہے دو مونہ سے اوسکی نگہ کا تیر	مطلق نہیں سمجھتا وہ دل اور جگر کا فرق
بلبل ہزار میری طرح سے ہو نالہ کش	میرے اور اوسکے نالہ مین ہوگا اثر کا فرق
آئے بھی میرے پاس تو بیٹھے وہ فرق سے	آیا ہو اونکے دل مین کچھ اب اسقدر کا فرق

خاک کو مسندِ کمخواب سمجھتے ہین فقیر
اور وہ جانتے ہین مسندِ کمخواب کو خاک

صاف دنیا سے ہین دنیا یہ کوئی روشندل
خاک پر لگتی نہین چادرِ مہتاب کو خاک

خاک ہوتا ہون مین اسپر کہ جھٹک دین وہ
گر لگے جا کے مرے دامنِ احباب کو خاک

تابِ دندان سے ظفر اوسکے گرے گر بجلی
کرے اکدم مین جلا کر درِ خوش آب کو خاک

لگی ہے اس سرِ وحشی کے یہ بدن سے خاک
لگانے تو دے اگر جھاڑ پیرہن سے خاک

کہان رہا ہے زرِ گل خبر تو لے بلبل
اوڑا کے لیگئی بادِ خزان چمن سے خاک

ہوئے نہ ہم ہین فقط راہِ عشق مین برباد
ہزارون ہو گئے یہان قیس و کوہکن سے خاک

ڈرے جو سوزِ محبت سے دل مین پروانہ
تو کیا لگائے وہ لو شمعِ انجمن سے خاک

ہر ایک شخص جو زیرِ فلک مکدر ہے
جھڑی ہے کیا کہین اس خیمۂ کہن سے خاک

بچا نہ خاک سے دامن کہان کریگا کیا
لگے گی زیرِ زمین جب ترے کفن سے خاک

ظفر ہے تو بھی وہ آتش زبان کہ ہو جلکر
دلِ حسود تری گرمیِ سخن سے خاک

ردیف کاف جلد دوم

حال اپنا کرے کیا ترا بیمار بیان خاک
دم لینے کی بھی دم مین نہین تاب و توان خاک

نالون سے مری آب ہوئے سنگ و لیکن
اوسکو نہوا کچھ اثرِ آہ و فغان خاک

چون نقشِ قدم مل گئے یان خاک مین لاکھون
لکھا نہ فلک تو نے کسیکا بھی نشان خاک

ردیف کاف جلد سوم

خطا داروں کا خط کیونکر جائے نامہ بر وا تک
کہ ہیں ہستی میں لاکھوں خطر چلنے خوف خطر وا تک

نظر سے دور ہے نظارہ گاہ یار کیا کیجے
جہاں تک پہنچ سکتی ہے پہنچتی ہے نظر وا تک

جو دل کو راہ ہے دل سے تو کیا مشکل ہے گر پہونچے
ترے دل کی خبر ہیہات تک مر دل کی خبر وا تک

زبان پر ہم نہیں لا سکتے ہرگز حرف شکوہ کا
ستم کرنا جہاں تک ہے تجھے منظور کر وا تک

رہیگا زور شور ایسا نہ پھر مجنون کا صحرا میں
پہونچ جائیگا گر مجھ سا کوئی شوریدہ سر وا تک

قفس سے چھٹکے مرغ ناتوان کیا جائے گلشن میں
کہ جھڑ جاتے ہیں جاتے جاتے سب ٹوٹے پر وا تک

چمن میں نافۂ مشک ختن ہو جائے ہر غنچہ
شمیم کاکل مشکین ترے پہونچے اگر وا تک

بھلا اتنا تو رو تجھکو اگر منظور ہے رونا
بہا کر اشک لیجائیں مجھے اے چشم تر وا تک

ہمیشہ حضرت ناصح یہیں باتیں بناتے ہیں
کبھی تشریف لیجاتے نہیں ہے اظفر وا تک

میری اور مجنون کی کیا تصویر ہے دونوں کی ایک
وہی طوق ایک اور وہی زنجیر ہے دونوں کی ایک

برق سے نالے کی میرے کچھ شرارت کم نہیں
آتش افروزی میں تو تاثیر ہے دونوں کی ایک

مسجد و بتخانہ سنگ و خشت سے دونوں بنے
فرق کچھ ان میں نہیں تعمیر ہے دونوں کی ایک

قیس سے سنئے کہانی میری مجھ سے قیس کی
داستان ہے ایک اور تقریر ہے دونوں کی ایک

جو لکھا دشمن نے مجھکو وہی لکھا دوست نے
قاصدو کیا یکقلم تحریر ہے دونوں کی ایک

دونوں وہ ناز و ادا دشمن ہیں میری جان کی
قتل کرنے میں مرے تدبیر ہے دونوں کی ایک

پہونچے گو موت کی ہمارے محبت نزدیک	پر نہ پھٹکے وہ کبھی بہر عیادت نزدیک
صحبت غیر میں کچھ ایسے وہ کھل کھیلے ہیں	کہ نہ ہے اونکے حیا پاس نہ غیرت نزدیک
روز محشر سے بھی یہ رات زیادہ ہے دراز	سمجھے ادل نہ تو صبح شب فرقت نزدیک
دور الفت سے نہیں فاتحہ گر جاکے پڑھو	کشتۂ ناز کی ہے آپکے تربت نزدیک
بھاگتے دور ہیں مونس شب تنہائی ہیں	کوئی آتا نہیں غیر از غم و حسرت نزدیک
ایسے بے مہر سے کیا چشم مروت ہو مجھے	جسکے پھٹکے نہ کبھی مہر و مروت نزدیک

اے ظفر کفر و نفاق و ستم و فسق و فجور
کیوں نہ بڑھ جائیں کہ آئی ہے قیامت نزدیک

کیا تجھسے حسن میں ہو کوئی اے صنم شریک	پیدا ہوا نہ تیرا خدا کی قسم شریک
اپنا ہوا نہ عشق میں کوئی شریک حال	صد آفرین انہیں کہ رہے رنج و غم شریک
انداز و ناز و غمزہ و آن و ادا تری	کرتے ہیں قتل مجھکو یہ ہو کر بہم شریک
کرتا ستم جو روز فلک ہے نئے نئے	کیا جانے کون اسکا ہوا ہے ستم شریک
عاشق ہوئے ہیں حضرت دل کسپہ تم	اس بات میں نہ آپکے ہونگے ہم شریک

اوس ذات لاشریک کے قربان اے ظفر
جسکا کہ منعدم ہے اوسکی قسم شریک

غزل

کہو تمہیں داستان غم اگر دو دنکی دو دن تک	ہوا کیا تب بھی پوری ظفر دو دنکی دو دن تک

غصہ بھی کھاتی ہین اوہم خون دل پیتی ہین نت
کچھ تو ہے اونکو مزا ہمین بھی اے شیرین دہن

ساتھ کھانا تیکے جب وان بیٹھکر کھاتی ہین لوگ
گالیان جو تلخ تیری آنکر کھاتی ہین لوگ

کیون نہ اب ہو وہ مجھ سی ہے یقین وہ بدگمان
چغلیان جا جا کے میری اے ظفر کھاتی ہین لوگ

ردیف گاف جلد دوم

سوزش عشق کی یون ہے دل بیتاب سے لاگ
جس طرح آتش سوزان کی ہو سیماب سے لاگ

آنکھ کس طرح لگے میری کہ تجھ بن ہر شب
خواب کو چشم سے ہے چشم کو ہے خواب سے لاگ

آبرو رکھنی ہے دریا کو گر اپنی منظور
کبو باندھے نہ مری دیدۂ پر آب سے لاگ

کام مسجد سے مجھے کیا مگر اوس ابرو نے
شوق مین اپنے لگا دی مری محراب سے لاگ

آپ کی زلف کی حلقے سے دل اپنا جو حسن
اشنا ور کو ہے اوس حلقۂ گرداب سے لاگ

دل لگے اور حسین سے نہ مرا تیرے سوا
لگی جب شمع سے پروانے کی مہتاب سے لاگ

جام کوثر کو بھی وہ منہ نہ لگاوے ساقی
جسکے ہو لب کو لگی جام مئی ناب سے لاگ

آنکھ اوس رخ سے لگی یون مری جیسے لگجائے
گل خورشید کی خورشید جہانتاب سے لاگ

کی ہے جس روز سے اعدا نے لگاوٹ اوس سے
اے ظفر باندھی ہے اوس شوخ نے احباب سے لاگ

ردیف گاف جلد سوم

آگے تو ہم سے اسقدر رہتا تھا کبھو الگ
اب ہوئی ایسی کیا خطا جو ہے رہتا تو الگ الگ

آج ہی کیا کہ ساقیا بزم مین تیری ہو گئے
شیشہ و خم جدا جدا جام و سبو الگ الگ

رہتا ہے جب سے دلربا ہائے ستم الگ الگ
ہم سے ہے دل الگ الگ دل سے ہیں ہم الگ الگ

رکھتے ہیں غمزدہ تری اپنے بقدر حوصلہ
رنج و تعب جدا جدا درد و الم الگ الگ

شرح فراق کا اثر دیکھ کے خط میں نامہ بر
کرتا قلم ہے یکقلم حرف رقم الگ الگ

ہم سے لگاوٹ آپ نے رکھا جو ظاہرا تو کیا
کرتے ہو روز غیر سے قول و قسم الگ الگ

ہائے غضب کہ جتنا میں اس سے زیادہ لگ چلوں
اوتنا ہی مجھ سے وہ رہے میرا صنم الگ الگ

جو کہ حرم میں ہے وہی دیر میں بھی ہے جلوہ گر
کیا ہوا گر ہیں ظاہرا دیر و حرم الگ الگ

یوں تو ستم شعار ہیں جو ہیں جہاں میں خوبرو
پر ہیں ظفر ہر ایک کے طرز ستم الگ الگ

کیونکہ رہے نہ ہم سے وہ ماہ جبیں الگ تھلگ
رہتا ہے اک زمانے سے ماہ مبیں الگ تھلگ

یوں ہیں جہاں میں مرد جو گوشہ نشیں الگ تھلگ
جیسے صدف میں سب سے ہے در ثمیں الگ تھلگ

ڈر ہے اسے نہ دے گرا صدمہ ہماری آہ کا
یہ جو زمیں سے ہے کھڑا چرخ بریں الگ تھلگ

جاتی ہو آج تم جہاں لیچلو ساتھ ہمکو واں
بیٹھ رہینگے مہرباں ہم بھی کہیں الگ تھلگ

پاس نزاکت اس قدر ہے کہ ہمیشہ یار ہم
رکھتا ہے تیری پاؤ نیر تیرا حزیں الگ تھلگ

کردی ہے جس نے سر جدا لیتا ہے کیوں وہ ٹھا اٹھا
رکھے گلے پہ تو مرے خنجر کہیں الگ تھلگ

کون ہے جس سے خلط وہ رکھتی نہیں ہیں ہمدمو
رہتے ہیں اوس کی پاس تو ایک ہمیں الگ تھلگ

جوش جنوں زمیں پہ گر سبزہ دری ہے اسقدر
رکھے ہے شاخ گاو پر دیکھ زمیں الگ تھلگ

دل کو نہ دو ظفر اوسی جو وہ اچھالتا پھرے
شیشہ ہے نازک اسکو تم رکھو کہیں الگ تھلگ

تصدق ہوتے ہین ہر ہر قدم گل	چمن مین گل نمط چہرہ ترا دیکھ
ہوا اکید ست یہ فرش گلم گل	جو روئے اشک خون سے مبتلا ہم

ظفر گلزار کیا لکھی غزل ہے
عجب گلشن ہے تو سب ہین ستم گل

نیلوفر کا کب کھلے پھر پاس آ سنبل کے گل	ماتگ اوسکی جبکہ نکلی متصل کاکل کے گل
جبکہ غائب ہو نظر سے باغ مین بلبل کے گل	سر لیں غم سی رکھے کیونکہ نہ وہ کالی کلاہ
بکتے ہین در پر چمن کے موتیا کی تل کے گل	اشک کے قطرے نہین ہین دامن مژگان کے ساتھ
چرخ مینا فام پر ہین عکس جام مل کے گل	ہے قرص ماہ تابان ہے قرص آفتاب

اے ظفر باغ معانی ہے ترا ہر اک سخن
جھڑتے ہین تحسین کے منہ سے طالب آمل کے گل

ردیف لام جلد دوم

دیکھ کر جنکو بنے زنجیر کے حلقے ہین گول	واہ کیا زلف بتی کی پیر کے حلقے ہین گول
دونون اس سقف کہن تعمیر کے حلقے ہین گول	آسمان پر یہ نہین ہالے مہ و خورشید کے
وہ جو اوسکی جوہر شمشیر کے حلقے ہین گول	واسطے عاشق کے ہین گرداب دریا فنا
دام حسن عالم تصویر کے حلقے ہین گول	کہتے ہین چشم و دہن جنکو وہ میرے دھیان مین
گول سی ذرہ نہین ہین تیر کے حلقے ہین گول	ہم ہجوم زخم ہی کو تن پہ سمجھے ہین زرہ
یہ جو دونون دیدۂ نخچیر کے حلقے ہین گول	عین شفقت سے بتائے شہسوار انکو رکاب

ردیف لام جلد سوم

ہائے کیا مشک تتری زلف خط و خال کا مول
چھین فتنہ تاتار نے جب تو نہ ہوئے بال کا مول

کیا عجب عشق اسیری مین جو مرغان اسیر
بیچکر آپ کو صیاد دین جال کا مول

دل کو بکوا ہی دیا چشم فسون ساز نے ہاتھ
پھر سکا پھیر نہ چکا یا ہوا دلال کا مول

قدر یون الفت دیرینہ کی دی اونسے گھٹا
جیسے ہو جاتے ہے کم جنس کہن سال کا مول

لایا دامن مین گہر بھر کے مگر ٹرے نہ سکا
ابر نیسان دم گریہ مرے رومال کا مول

ہوئے دنیا سے سبکدوش نہ منعم نہ فقیر
کہین کم ہے گران اور کہین شال کا مول

دل بلاؤ نہین پھنسا زلف کا ہو کر خواہان
لیتا سودا کوئی ایسا بھی ہے جنجال کا مول

ماہ نے جمع کیا سیم ظفر مہر نے زر
پھر جو دیکھا تو نہین یار کے اک گال کا مول

سوز غم مین یہ ملا اوس بت بے پیر کے پھل
دل جگر دونون گئے عاشق دلگیر کے پھل

باغ عالم مین ہین جو مرد کہ خواہان ثمر
پھول کھاتی ہین سپر کے اونھین شمشیر کے پھل

کھائے ہے شاخ کمان سے تری ہی لیکے ثمر
دل مرا جان کی پیکان کو ہے تیر کے پھل

باغ دل مین شجر آہ لگائے ہم نے
لیکن افسوس لگے انمین نہ تاثیر کے پھل

ہے ذقن سیب کا پھل ورد ذقن پر تیرے
خال مشکین جو لگی ہین وہ ہین انجیر کے پھل

مسکھے اس باغ مین بے فیض سے کیا چشم ثمر
کہ نہین کھاتا کوئی نخل سے تصویر کے پھل

پھل ستارون کا نہ نجم سے ظفر کیا پوچھون
سب وہ کرتے ہین موافق مری تقدیر کے پھل

ردیف لام جلد چہارم

ردیف لام جلد اول

[illegible]

کیا کہین تجھسے ... صدا ہین ہم

... بخت سفید ...

... صورت تصویر ہین ہم

... دل مین ہین ہم

... خاک پا ہین ہم

ہم ہین یون زلف عارض خوبان

پریشان ہین تو تماشا ہین ہم

... کشتہ خنجر ادا ہین ہم

اے ظفر پوچھتا ہے مجھکو صنم

کیا کہین بندۂ خدا ہین ہم

دل اگر مانگو تو لے ٹکڑے صنم دیتا ہین ہم

پر نہ دینا اور کو یہ بھی قسم دیتا ہین ہم

بر رنگ گل نہین ہوتی شگفتگی دل کو
کہ کس طرح کا اب آیا ہے اے صبا موسم

گھٹا نہ دل کو مرے جام مے پلا ساقی
ہوا ہے اور یہ برسات کا ہی کیا موسم

وفور گریہ ہے اور آہ سرد سوزش دل
ہر ایک چیز کا ہے یان جدا جدا موسم

ہوا نہ سرخ یہ چہرے کا رنگ زرد مرے
تمہارے عشق مین اپنا ہی ایکسا موسم

چمن مین کیونکہ نہ زنجیر پا ہو موج نسیم
بہار کا ابھی یارو ہین گیا موسم

بدل کے قافیہ لکھ دوسری غزل بھی ظفر
بہار باغ سخن کا تو ہے سدا موسم

مر گئے اے واہ اونکی نازبرداری مین ہم
دل کے ہاتھون سے پڑے کیسی گرفتاری مین ہم

سب پہ روشن ہے ہماری سوزش دل بزم مین
شمع سان جلتی ہین اپنی گرم بازاری مین ہم

یاد مین ہے تیری دم کے آمد و شد پہ خیال
بیخبر سب سے ہین اس دم کی خبرداری مین ہم

کب ہنسایا گردش گردون نے ہمکو شکل گل
مثل شبنم ہین ہمیشہ گریہ و زاری مین ہم

چشم و دل بنیا ہین اپنے روز و شب سے مردمان
گرچہ سوتے ہین بظاہر پر ہین بیداری مین ہم

دوش پر رخت سفر باندھے ہے کیا غنچہ صبا
دیکھتی ہین سبکو یان جیسے کہ تیاری مین ہم

کب تلک ویدیہ یارب رکھین چشم وفا
لگ رہے ہین اب تو اپنے دل کی غمخواری مین ہم

دیکھکر آئینہ کیا کہتا ہے یار و اب وہ شوخ
ماہ سے صد چند بہتر ہین دلداری مین ہم

اے ظفر لکھ تو غزل بحر و قوافی پھیر کر
خامہ دُر ریز سے ہین اب گہرباری مین ہم

[illegible]

پھرتے ہین مہر و مہ جو سرگردان
ہے تری جستجو خدا کی قسم

کھول دیتے ہین ہمیر نالۂ و آہ
راز پوشیدہ کو خدا کی قسم

پہونچے منزل پہ ہمسفر او ہم
رہ گئے غفلت مین سو خدا کی قسم

جاؤ غماز کی نہ باتون پر
ہے وہ بیہودہ گو خدا کی قسم

یہ جو تم دیکھتے ہو غفلت مین
خواب ہے غافلو خدا کی قسم

مہر کیا ذرہ کیا کہ ہے سب مین
جلوۂ یار لو خدا کی قسم

شمع مین ہے وہی تجلی نور
گل مین ہے وہی بو خدا کی قسم

ظفر اوس سے نکر زیادہ کلام
کہ وہ ہے تند خو خدا کی قسم

نکلین گر سے اگر تیرے حزینون کے کام
کرین اک روز مین وہ بارہ مہینون کا کام

کام کرنا شرفا کا جو فلک ہوتا ہے
یہ کمینہ ہے جو کرتا ہے کمینون کے کام

طمع و حرص و ہوا نے کیا انسان کو خراب
کہ ہے یہ ساری خرابی انہین تینون کا کام

دولت عشق سے ہے سینہ جواہر خانہ
دل کے ٹکڑے مری کرتے ہین نگینون کا کام

کرتا ہے حسن کی پندار سے اب تو جو ستم
کیا یہی ہوتی ہین اے شوخ حسینون کا کام

روش نقش قدم خاک مین ملتے ہین سدا
تیری کوچے مین ہین یہ خاک نشینون کا کام

سنے ظفر ایک ہی کام اوسکا قرینے سے نہو
بے قرینہ کرے گر لاکھ قرینون سے کام

ہاتھ سے قاتل کی کچھ شکوہ نہیں کرتے کبھی
رکھ کے آپ اپنا گلا شمشیر پر شاکر ہیں ہم

تو برا کہہ یا بھلا ہم سے نہو تیرا گلہ
اے ستمگر تیری ہر تقریر پر شاکر ہیں ہم

کرتے کیا کیا شکر کچھ ہوتا جو نالوں میں اثر
جب کہ اپنی آہ بے تاثیر پر شاکر ہیں ہم

لکھا پیشانی کا پیش آتا ہے ہم شاکی نہیں
کاتب تقدیر کی تحریر پر شاکر ہیں ہم

ہم تو ہیں صید محبت تیر سے اے ناوک فگن
ذکر یاں شکوہ کا کیا ہر تیر پر شاکر ہیں ہم

ہے ظفر ہمسا جفا کش کون زیر آسمان
ہر جفائے آسمان پیر پر شاکر ہیں ہم

اوس بیوفا سے اسکو پھرا ہی تو دینگے ہم
دل کو مزا وفا کا چکھا ہی تو دینگے ہم

دل کیا ہے بلکہ جان سے ایمان و دین تلک
مانگوگے جو تو تجکو جدا ہی تو دینگے ہم

بیتاب دل رہیگا اگر یونہیں سر بخاک
یکبارگی زمین کو ہلا ہی تو دینگے ہم

قصوں میں ہاں کیا نہ یہ ممکن پر کسی طرح
احوال اپنا اونکو سنا ہی تو دینگے ہم

مژگان اشکبار سے یکبار دیکھنا
ابر سیہ کا زور گھٹا ہی تو دینگے ہم

جو نم ہیں زخم سینہ کے ہوں خشک یا نہیں
پر نالہائے دل سے ہوا ہی تو دینگے ہم

کچھ ہو بلا سے عشق کی بازی پہ اے ظفر
اک روز اپنی جان لگا ہی تو دینگے ہم

جوں بوئے گل رفیق نسیم چمن ہیں ہم
اے ہمدمو وطن میں غریب الوطن ہیں ہم

شیوہ ہے تیرا کوہ کنی اپنا جانکنی
محنت کشوں میں تو ہے اگر کوہکن ہیں ہم

غزل اک اور پر مضمون پڑھین کیونکہ نہ محفل مین
ظفر کہتے ہین ہم بھی وضع استادانہ رکھتے ہین

بھلا اونکو کہین کیونکہ نہ ہم یکجان دو قالب ہین
تو اے عشق مین وہ اور ہم یکجان دو قالب ہین
بظاہر گرچہ دوری ہے عزیز و چشم عالم مین
تمہارے ساتھ سایہ وار رہتا ہون سدا ہمدم
کھلے جو چشم حقیقت بین تو اسدم یہ نظر آوے

نبی و مرتضی یار و ہم یکجان دو قالب ہین
دوئی بچتی ہین جون ہمدم ہم یکجان دو قالب ہین
ولے ہم اور وہ اپنا صنم یکجان دو قالب ہین
جدائی کس طرح ہوا ایکدم یکجان دو قالب ہین
کہ کس صورت حباب و موج ہم یکجان دو قالب ہین

ظفر ہے ایک ان آنکھون مین وہی نور بینا ہے
یعنی تیرے سر کی قسم یکجان دو قالب ہین

اونھین پی لوا نہ ہم تجھین ہین جو ہستی پہ ہنستی ہین
صفا رکھتے ہین جو آئینۂ دل کو یہان اپنے
نہین لیتے ہین اک بوسہ تیرا لب مسکراتی ہے
شراب عشق کی کب اہل دنیا سمجھین کیفیت

بھلا کیون ستمگاران جہان ہستی پہ ہنستی ہین
وہ اے زاہد تری اس سی جستی پہ ہنستی ہین
تماشا ہے کہ وہ اس حسن دل بستی پہ ہنستی ہین
عجب اندھیر ہے سب عالم مستی پہ ہنستی ہین

دلاور ہین بہادر ہین ظفر جو رستم میدان
وہ اعدا کی سدا شمشیر دو دستی پہ ہنستی ہین

یا تو اپنے پاس تجھی یا وہ قریب اور نکلے ہین
دردمندان محبت کا معالج کون ہو

جو نصیب آگے تھے اپنے وہ نصیب اور نکلے ہین
حضرت لقمان بھی گر ہین طبیب اور نکلے ہین

جنکو ایمان ہم اپنا بخدا گنتے ہین	پوچھو وہ گبر کہ مومن ہمین کیا گنتے ہین
تیری فرقت مین پڑے بستر غم پر ہر شب	تارے ہم صبح تلک اے ماہ لقا گنتے ہین
تو جدھر قبلۂ جان اپنا تصور ہے ادھر	اس تصور ہی کو ہم قبلہ نما گنتے ہین
ہم برا کہتے ہین اونکو تو خدا ہی جانے	وہ برا گنتے ہین ہمکو کہ بھلا گنتے ہین
درد و غم یاس و الم رنج و تعب آہ و فغان	ہم تو ساتھ اپنے انھین کو رفقا گنتے ہین
ظلم سہتے ہین بجز شکر نہین کچھ کہتے	ہم جفا اونکو تری مہر و وفا گنتے ہین
آج جو وعدۂ دیدار کیا ہی تونے	بیٹھے گھڑیان ترے مشتاق لقا گنتے ہین
مل گیے خاک مین ہم جنکے لیے وہ ابھی	ہمکو اپنا نہین خاک کف پا گنتے ہین

اے ظفر میری ان اشکون کی بدولت ہر دم
مثل خرمہرہ در بیش بہا گنتے ہین

لگے ہین دل پہ بہت زلف یار کے تسمین	کیا ہے ٹھیک سے مار مار کے تسمین
شکار بند مین تیرے سوار توسن ناز	کہان نصیب ہون اس شکار کے تسمین
خدا بچائے اوسے جسکے قتل پر کھولین	بتان عربدہ جو کٹار کے تسمین
فلک نے رعد کے طبلے پہ آج اے ساقی	چڑھا دیئے ہین ابر بہار کے تسمین
ابھی جو ہاتھ لگاتا ہے ایک وہ قاتل	تو پھر لگے نہین رہتے ہزار کے تسمین
رہے نصیب کہ کام آئین ان حسینون کے	بوقت فصد ترے جسم زار کے تسمین
فقیر جانے کمر بند باندھتے ہین سدا	کمر مین ہمت پر استوار کے تسمین

ساقی مری توبہ کے ٹھہرنیکے نہین پانون
گر جھومتا آئیگا سحاب ایسے سفر مین

پروا ترے زخمی کو نہین آب بقا کی
رکھتی ہے تری تیغ کی آب ایسے سفر مین

جیسا کہ دل سوختہ ہے اپنا مزہ دار
رہتا ہے کہان جل کے کباب ایسے سفر مین

پوچھو نہ یہ تم بوسے لیے کتنے تو ہمسے
رہتا ہے کسے یاد حساب ایسے سفر مین

چھٹتا ہے غم عشق کا ہمسے کوئی ناصح
آئے کہ نہین ہم خانہ خراب ایسے سفر مین

ہوتے ہی نشہ کیونکہ نہ کھل جائے وہ ہمسے
رہتا ہے ظفر کوئی حجاب ایسے سفر مین

ڈھگئے بن بنکے دنیا مین مکان بہتو نکے ہین
اے فلک تو نے مٹائے یان نشان بہتو نکے ہین

حال دیوانون کا اپنے پوچھ خارِ دشت سے
یعنی افسانے اوسے نوکِ زبان بہتو نکے ہین

ہر قدم پر تیرے اندازِ خرام یار نے
دل کیے پامال اے سروِ روان بہتو نکے ہین

آشنائی کا بھروسا کیا تمھاری ہو مجھے
ہو چکے آپ آشنا اے مہربان بہتو نکے ہین

اس چمن مین میری برق نالہ سے سوز سے
جل گیے اے ہمصفیر آشیان بہتو نکے ہین

محفلِ عشرت مین بھی اوس قاتل سفاک کی
کٹ گئے سر ہنستے ہنستے شمع سان بہتو نکے ہین

عشق مین اوس ماہ کی مین ہی نہین اک دلفگار
چاک سینے اے ظفر مثل کتان بہتو نکے ہین

کفر سے ایمان ملا اس ملک ہستی مین ہمین
حق پرستی ہاتھ آئی بت پرستی مین ہمین

کر دیا ہے تمھاری بیداد نے ہمکو خراب
ہوش بارے آگیا جلد ہی مستی مین ہمین

مجھکو یقین ہے بات مری بھولجائینگے
دینگے گرہ اگرچہ وہ سو بار بند مین

جس شرح غم سے سیکڑون دفتر سیاہ ہون
کیونکر ظفر سماوے وہ دو چار بند مین

نہ پوچھو اوس نامہربان کی باتین
زمین کی ہون تو کہے آسمان کی باتین

وہ بولتے نہین گو اپنے باعثِ تمکین
پر اونکو آتی ہین سارے جہان کی باتین

جو ایک ہو تو کہون مین تجھے صبح سے تا شام
ہزارون سنتا ہون اوس بدگمان کی باتین

تجھے شکوہ مرا بجا کہ بہتر ہین
اوسی مکان یہ ہون جس مکان کی باتین

تری مژہ تری ابرو مجھے ہے یاد آتی
جو کوئی کرتا ہے تیر و کمان کی باتین

کیا ہو جس نے کہ بازارِ عشق مین سودا
اوسی سے پوچھیے سود و زیان کی باتین

کہے ہے ضعف سے کچھ اس طرح نہین آتین
سمجھ مین اپنی ترے ناتوان کی باتین

نہین ہے قتل ہی اک تیرے یہ امتحان وفا
کہ اور بھی ہین بہت امتحان کی باتین

وہ گالیان ہی سناتا ہے اے ظفر لیکن
مجھے خوش آتی ہین اوس بدزبان کی باتین

گر کام تیرا ہم سے جھٹکاؤ بن نہین
تیرے لیے اٹک کسی اٹکاؤ پر نہین

جھٹکے ہے جب وہ ہاتھ تو کیا ہمارا دل
جھٹکے او چھاتا ہاتھ کے جھٹکاؤ پر نہین

جو رسی دل کی باندھو تو سلجھاؤ الجھنین
مشکلین بلا سے کھینچ و لٹکاؤ پر نہین

دل ہی بلائین کیون تری ہاتھ سے تلون
کچھ پیار او نگلیون ہی کی چٹکاؤ پر نہین

کنارے بیٹھکر اونکو سنا تو مدعا اپنا
سر محفل ظفر کہتا ہے کیا غماز سنتی ہین

گاہ بیگاہ ادھر وہ جو گذر کرتی ہین
خوب چھڑکاؤ مری دیدۂ تر کرتی ہین

پھرتے ہین خاک اوڑاتی ہوئی مانند صبا
عمر ہم خاک بسر خاک بسر کرتی ہین

کیون نہ قربان ہون کماندار ترے تیرونکی
واہ کیا چھلتے ہی دل مین سر گھر کرتی ہین

دیکھو اے غنچہ یہ اس باغ مین خندان ہوا گل
ہنستے ہی گلشن ہستی سے سفر کرتی ہین

دل پہ جو گذری ہے ہوجاتی ہے مجھکو معلوم
قاصد اشک مرے آکے خبر کرتے ہین

دیکھ تو ہجر کی شب ہنستے ہین کیون سوختہ جان
شمع کی طرح سے رو رو کے سحر کرتے ہین

سامنے ظفر ہمکو ادھر وہی نظر آتا ہے
ہم نظر اوسکے تصور مین جدھر کرتے ہین

ناصافیون سے دل کے باقی صافیون مین
چھلنی ہی ہمسے اونسے کیا بر خلافیون مین

کوچہ مین زلف کی تو رہنے دے میرے دل کو
اے شانہ مدتون سے کیا بر خلافیون مین

آتا ہے پیش دیکھین کس طرح وہ ستمگر
ظلم و ستم کی اپنے کیا بر خلافیون مین

وہ خوش غلاف تیغہ ہے قتل کو ہمارے
جو یان رہی تمھاری آنکھین غلافیون مین

مژگان کے تیر سے خنجر تے ہین کام اپنے
یا سینہ چاکیون مین یا دل شگافیون مین

وعدہ خلاف اتنو وعدہ کمین وفا کر
اک عمر یونہین گذری وعدہ خلافیون مین

کیا کیا سخنورون کے پھر تنگ قافیے ہون
لکھین ظفر غزل وہ گر ایسے قافیون مین

اگردش زدون کو تیرے نہین ایک جا قیام	رہتے فلک کی طرح ہمیشہ سفر مین ہین
اگرتے ہین وسکی ہاتھ قلم اس خطا پہ وہ	خط دیکھتے جو میرے الف نامہ بر مین ہین
آنکھین چھپی یون چراتی ہو تم مجھکو دیکھکر	بہکانیوالے آپکے میری نظر مین ہین

لکھدون جو دو گھڑی مین تو پھر قاصد اے ظفر
لاتے جواب نامہ مرا دو پہر مین ہین

ردیف واو جلد اول

ہمارے دیکھکے دریا دل کا یار چڑھاؤ	گھٹا ہے کیا ہی سمندر کا ایک بار چڑھاؤ
ہمین تو ایک ہی کافی ہے برش ابرو	تم اپنی تیغ کو اب چرخ پر ہزار چڑھاؤ
خیال زلف بتان آؤ چھوڑدو بخدا	بلا کو سر پہ تم اپنے زینہار چڑھاؤ
گلی مین رہنے دو اپنی اوڑا کے تم مشت	فلک تلک نہ مری خاک کا غبار چڑھاؤ
جلن سے آتش الفت کی دیکھو تم ہردم	بہانہ کرکے نہ تم آپ کو بخار چڑھاؤ
بجاؤ مطربو اسوقت تار بارش کے	بجا تار عد ہے مرونگ تم ستار چڑھاؤ

پتنگ وار ظفر زور تنکے الفت پر
وہ اوڑکے آوے جو تم چنگ یار چڑھاؤ

ہمسے شرماؤ نہ تم چشم حیا کو کھولو	مثل گل شوق سے اب بند قبا کو کھولو
پاتو نہین مہندی لگا بیٹھے ہو تم وان ہیہات	خون دل ہوتا ہے یان جلد حنا کو کھولو
مار رکھیگی سراسر ہی یہ کافر دل کو	جان من رخ پہ تم زلف دوتا کو کھولو

کیا خدا سے وہ ملادیگا بت خانہ خراب | سر کو ٹکرا کے جو اوسکے در و دیوار سے ہو

اے ظفر اوس سے بھلا کیا ہو لگانا دل کا
جو کہ واقف نہ کبھی عشق کے آثار سے ہو

گر قتل کا ہے عزم تو شمشیر دکھا دو | یا آکے تم اپنی مجھے تصویر دکھا دو
تا حشر نہو خواہش نظارہ سنبل | تم ہمکو اگر زلف گرہ گیر دکھا دو
پتھرا گئیں آنکھیں اسی حسرت میں عزیزو | ٹک مجھکو در یار کی زنجیر دکھا دو
یا ٹک کشش دل تھیں لائی ہے یہان کھینچ | ہے مجھسا کوئی صاحب تاثیر دکھا دو
اپنی ہے یہ آہ کہ پہونچی ہے فلک تک | ورنہ کوئی ایسا تو ہمیں تیر دکھا دو
تم تیغ بکف پھرتے ہو کیون کسلیے کیا ہے | ہے آج قضا کسکی گلوگیر دکھا دو

تبدیل قوافی سے ظفر دیکھیں تو سہ دم
اک اور غزل کرکے ہمیں تحریر دکھا دو

شعلہ جو سوز دل سے گلوگیر آہ ہو | پیکان نمط عیان وہ سر تیر آہ ہو
سیل سرشک چشم بھی ہمراہ ہو اگر | جون سبزہ آب جو یہان توقیر آہ ہو
دکھلائی ہے جو سوزش دل کو تو برق بھی | حیران دیکھ عالم تنویر آہ ہو
کلک جلی تو شمع جگر سوز سے بنا | مانی جو کھینچے تو مری تصویر آہ ہو

نالان ہیں ایک عمر سے ہم اسلیے ظفر
کب اوسکے دل میں دیکھیے تاثیر آہ ہو

کیا خاک جیے آہ وہ بیمار بھلا اب
جسکو کہ ظفر عشق کا آزار لگا ہو

ردیف واو جلد دوم

بھری دماغ مین کس لف پُرشکن کی بو — کہ خوش نہ آئی ہمین نافہ ختن کی بو
لگایا ہمنے جو اوس غیرت چمن کو گلے — بدن مین بس گئی نسرین و نسترن کی بو
چمن سے دور رہا اس قدر قفس میرا — کہ پہونچی اوڑکے نہ مجھ تک گل چمن کی بو
عرق فشان کہین گلشن مین تو ہوا شاید — ہر ایک گل سے جو آئی ترے بدن کی بو
ہوا ہے صورت دیوانہ گل گریبان چاک — چمن مین لائی صبا کسکے پیرہن کی بو
اثر سے عشق کے دامان کوہ مین ہر گل — عجب نہین جو رکھے خون کوہکن کی بو

چمن مین غنچہ جو اوس گل کے سامنے ہے خوش
چھپا رہا ہے ظفر اپنے وہ دہن کی بو

جو دل مین ہو سو کہو تم نہ گفتگو سے ہٹو — رہو پر آنکھونکے آگے نہ روبرو سے ہٹو
مین آپ پھیرتا ہون اپنے حلق پر خنجر — چھُری اوٹھا لو تم اپنی گلو سے ہٹو
وہ مثل کوہ گرانبار ہو تم حضرت عشق — کہ نے کسی سے ٹلو اور نہ کسی سے ہٹو
شہید ناز کے ہر زخم سے ہے خون جاری — تمھارا ہاتھ ہو نہ دامن کہین لہو سے ہٹو
مراد عشق مین عاشق کی نامرادی ہے — اوٹھاؤ حضرت دل ہاتھ آرزو سے ہٹو
جو پیش آئے وہ مستو کرم ہے ساقی کا — نہ پھیرو جام سے منہ اور نہ تم سبو سے ہٹو

ہو گئے جسوقت اے سفاک ہم سینہ سپر
منہ موڑ نکلے تری تیغ جفا سے کچھ ہی ہو

وہ ترش ابرو ہوا ہے تلخ گو پر ہمکو آج
بوسہ اک لینا لب شیرین ادا سے کچھ ہی ہو

ناصحا بک بک کے تو کیون سر پھرا تا ہے عبث
دل نہین پھرنیکا اوس دلربا سے کچھ ہی ہو

گرچہ دنیا کی ہوا مین سو طرح کا ہو ضرر
لیک بچ سکتے نہین ہم اس ہوا سے کچھ ہی ہو

کوچۂ دلبر مین ہم لو آج جاتے ہین ظفر
دل کو لے آتے ہین دیکر دم دلا سے کچھ ہی ہو

وہانکی مخلصی اے وائے قسمت ہو تو کیونکر ہو
کہ ہین آلودۂ عصیان شفاعت ہو تو کیونکر ہو

بجز شرمندگی چشم عنایت ہو تو کیونکر ہو
کہ دی اشک ندامت جوش رحمت ہو تو کیونکر ہو

جہان ہے نفس سا رہزن جہان شیطان سا ہو دشمن
وہان طاعت ہو کیونکر اور عبادت ہو تو کیونکر ہو

گرانباری گناہونکی اوٹھانے سر نہین دیتی
الٰہی کیا کرون یہ رفع خجلت ہو تو کیونکر ہو

برنگ طائر تصویر ہین ہم دام حسرت مین
رہائی کی ہماری کوئی صورت ہو تو کیونکر ہو

وہ ہمت ہی سے ہو سکتا ہے جو ہے کام ہمت کا
ظفر بے ہمتون سے صرف ہمت ہو تو کیونکر ہو

نہین کہہ سکتا کہ اللہ صنم تم ہی تو ہو
لیک جو کچھ ہو سو اللہ کی قسم تم ہی تو ہو

نہ مرا پاس کسیکو نہ کوئی میرے پاس
ہان مگر ایک جو ہو مجھ سے بہم تم ہی تو ہو

کفر و دین کا مجھے بتلا دیا تمنے رستا
میرے تو راہبر دین و حرم تم ہی تو ہو

خواہ رلواؤ ہمین خواہ ہنساؤ ہمکو
کہ ہمارے سبب شادی و غم تم ہی تو ہو

خدا کے واسطے اے ہمدمو نہ لو تم | پیام لایا ہے کیا نامہ بر وہاں کی سنو
ہمارے عشق نے رسوا کیا جہان میں ہمیں | ہمارا ذکر نہ تم کیونکہ اک جہان سے سنو
سنو تم اپنی جو تیغ نگاہ کے اوصاف | تو میرے زخم جگر کے لب و زبان سے سنو

ظفر وہ بوسہ تو کیا دیگا پر کوئی دشنام
جو تمکو سننا ہو اوس شوخ دلستان سے سنو

کہتا ہے کون تجسے کہ خنجر بکف نہو | بر حق ہین جان نثار محبت تلف نہو
خاطر نشان دل کی ہو ناوک نگہ کبھی | جبتک کہ تیرے تیر نگہ کا ہدف نہو
آتی ہے سینہ کوبی عاشق کی تو صدا | محفل مین اوسکی گر نہین آواز دف نہو
جبتک کہ خوب عشق مین عاشق نہو خراب | بیجا ہے وہ یہ کہ ہو مجھے عز و شرف نہو
بہتر ہین دیکھ اسسے مری چشم تر مین شک | نازان دُرِ خوشاب پہ تو اے صدف نہو

اللہ ہے ہمارا طرفدار اے ظفر
گو وہ اگر نہین ہے ہماری طرف نہو

اگر ہو دل مین محبت کا داغ اچھا ہو | خدا کا گھر جو نہو بے چراغ اچھا ہو
کبھی تو سیر ہو جی میکشون کا اے ساقی | کہ جب تلک نہ لبالب ایاغ اچھا ہو
ہجوم داغ سے ہے سوز دل کو منظور یہ | کہ ایک سینے مین تیار باغ اچھا ہو
عدو کو مجھسے ہو کس طرح نطق مین ترجیح | مگر یہ جب ہو کہ طوطی سے زاغ اچھا ہو
دل اوسکے زلف کے کوچے مین گم ہوا میرا | بتائے شانہ اگر کچھ سراغ اچھا ہو

ہو تا نگین کی طرح سے جو نامور وہی	کر لیتا دل پہ نقش جو ہے نیک بات کو

دیوان ظفر کا دیکھ کے کاتب ہین کہ ہے
لکھین کہان تلک ترے ہم کلیات کو

بڑھا وے گر نہ جوہر عزت و توقیر آہن کو	تو بجھین تیغ جوہین سے تر شمشیر آہن کو
گلے مین پہنے جب زنجیر زر کو وہ پری پیکر	تو یہ دیوانہ ڈالے پانو مین زنجیر آہن کو
برہمن اوس صنم کی دیکھ کر تصویر کاغذ پہ	نہ تصویر حجر کو پوجے نے تصویر آہن کو
دل پرسوز سینہ مین ہمارے ہے وہ انگارہ	اوٹھا سکتی نہ تاب اوسکی ہو آتشگیر آہن بھی
گرانبارونکو ہی صحبت سبکسارون سے نا بہا	کہ تنکے کی کمان مین کیون نہ چھوڑے تیر آہن کو
محل مٹی کا ہے انسان کا تو قالب خاکی	فنا ڈھا کر ملا دے خاک مین تعمیر آہن کو

عجب کیا فیض صاحبدل سے ہو پہنچے تیرہ بختون کو
بدل دیتا ہے پارس سے ظفر تاثیر آہن کو

کیا دیکھے کوئی اوس رخ روشن کی تاب کو	جسکے نہ دیکھنے کی ہو تاب آفتاب کو
بو ہے عرق سے یار کے خوشبو ہے یہ دماغ	ہم سونگھتے نہین کبھی عطر و گلاب کو
سودا مجھے نہین تری زلفون نے لے پری	دیوانہ کر دیا دل خانہ خراب کو
ہے شوق بوسۂ لب میگون ترا انھین	منہ بھی نہین لگاتے وہ جام شراب کو
ہمنے دیا وہ معرکۂ عشق مین جواب	سب لاجواب ہو گئے سنکر جواب کو
کہتے ہین بادہ نوش نشے مین شفق نہین	شیشے مین آسمان کے بھرا ہو شہاب کو

کرتے ہو کیا یہاں کی تم مکان آراستہ
جان لب پر آگئی بیمار دردِ ہجر کی

غافا وان کی کبھی تو کچھ خانہ آرائی کرو
ابتو اے رشکِ مسیحا کچھ مسیحائی کرو

صاف آجاتی نظر پھر جلوۂ جانان تمھین
دیدۂ دل مین ظفر پیدا جو بینائی کرو

دیکھکر رخ پر کھلی زلفِ چلیپا رات کو
یاد خالِ رخ مین تیری مہ جبین سوتے نہین
مانگ ہے زلفو مین تیری اے بتِ زہرہ جبین
چاند سے مکھڑی پہ ہلتی ہے ہوا کے وہ لٹ
آپ مین چھپ چھپکے کوئی یار مین جا تو نہین
سرمہ آنکھو نکے تیری وحشی اے آہو نگاہ
ڈر ہے چشمِ ماہ کہین ہمکو نہ لگ جائے نظر
تم جو کہتے ہو کہ ڈنکو ہوتا ہی افشا ہی رات

در بھی ہمکو ہوا وہ چند سودا رات کو
ہم پڑے گنتے رہے ایک ایک تارا رات کو
یا فلک پر کہکشان کا خط ہو سیدھا رات کو
چاندنی مین پھر رہا ہی سانپ کالا رات کو
حضرتِ دل پاسبان ہو نہ جھگڑا رات کو
بیٹھتے ہین ال بچھا کر مرگ چھالا رات کو
دیکھو کو ستھے پر چڑھو اپنے تماشا رات کو
گھر مین ہمکو لے ظفر تو شوق سودا رات کو

اپنے دربان سے یہ کہدو ہمین ٹوکین نہین
ورنہ ہو جائے گا در پر مفت ذِنگا رات کو

دیکھو بوسہ نہ بتِ ہوش ربا سے مانگو
اندنون گلشنِ عالم کی مخالف ہے ہوا
تشنہ کامانِ محبت سے یہ کہدو جو تمھین

اپنی اے حضرتِ دل خیر خدا سے مانگو
الامان ہمنفسو ایسی ہوا سے مانگو
چاہیے آب تو اوس تیغِ جفا سے مانگو

دیجے دل و دین کیون نہ تجھے اے بت کافر
جلوہ ہے خدائی کا تری گات میں سب کچھ

زلف اوسکی دکھا دی مجھے اے خضر تصور
کہتے ہیں کہ ہے پردۂ ظلمات میں سب کچھ

حاصل نہیں کچھ مزرع دنیا سے کسیکو
ہے کشور دل کے مری دیہات میں سب کچھ

نقد دل و دین کیون نکرون پیشکش اے بت
لازم ہے کہ ہو اوسکی مدارات میں سب کچھ

انداز و ادا سے نہیں کچھ اور کے مطلب
ہوتا ہے ادا تیرے اشارات میں سب کچھ

ق

بوسہ جو طلب وصل سے کیا میں نے تو بولا
موجود ہے بس اپنی ملاقات میں سب کچھ

سائل سے کبھی آج تلک منہ نہیں موڑا
حاصل ہے ہر اک کو مری خیرات میں سب کچھ

بیتابی و زاری کی شکایت ہے عبث اب
ہوتا ہے ظفر عشق کے حالات میں سب کچھ

نہ دکھلا مجکو مانی کھینچکر اوراق میں غنچہ
نہیں خوش وصل میں ان کے دیدۂ مشتاق میں غنچہ

ہنسا جو دیکھکر وہ غنچہ لب مجکو محبت سے
ہوا گویا شگفتہ گلشن اشفاق میں غنچہ

نزاکت سے گران وہ بھی ہو وقت قصد گر باندھے
بجاے زنگلہ تو اپنی سیمین ساق میں غنچہ

گرفتہ دل مرا اوس چشم و ابرو سے ہے کیا باعث
گلابی کی جگہ ہے میکدے کے طاق میں غنچہ

کہون کیا تیرے رنگ فندق پا کی گلگونی
نہیں خوش رنگ ایسا گلشن آفاق میں غنچہ

ترا پیکان تیر ناوک افگن غرق ہے خون میں
یہ لایا رنگ کیا باغ دل عشاق میں غنچہ

نہیں کھلتا ظفر عقدہ ہمیں اسکی خموشی کا
خدا جانے کہ اتنا کیون ہے استغراق میں غنچہ

اب نقاہت کا اور ہے نقشہ — اپنی طاقت کا اور ہے نقشہ

سیری صحبت خوش آئی کیونکہ اونھین — اون کی صحبت کا اور ہے نقشہ

دل تو کیا جان تک بھی دین تجھکو — اپنی ہمت کا اور ہے نقشہ

جائے تبریدسے تپ غم کیا — اس حرارت کا اور ہے نقشہ

ہے قیامت سے اوسکو کیا نسبت — تیری قامت کا اور ہے نقشہ

سیدھی باتون پہ ٹیڑھے ہو جانا — اوسکی خصلت کا اور ہے نقشہ

تیرے ان سرد مہریون پر بھی — سوز الفت کا اور ہے نقشہ

جانے کیا بو لہوس حقیقت عشق — اس حقیقت کا اور ہے نقشہ

کیون کہ جان بر ہو دردمند ترا — درد فرقت کا اور ہے نقشہ

تھا تو مجنون کو بھی جنون لیکن — میری وحشت کا اور ہے نقشہ

نقش جب لکھتے ہین محبت احباب — کہ محبت کا اور ہے نقشہ

جب سے دیکھا ہے تجھکو آئینہ رو — اپنی حیرت کا اور ہے نقشہ

کھینچ صورت نہ اوسکی صورتگر — اوسکی صورت کا اور ہے نقشہ

کرے جراح چارہ کس کس کا — ہر جراحت کا اور ہے نقشہ

ای ظفر ہے جہان مین خلق کہان
اب تو خلقت کا اور ہے نقشہ

کھنچا عجب ترے روئے جبین کا ہی نقشہ — وہ مہر کا ہے یہ ماہ مبین کا ہی نقشہ

کبھی تو رقعہ طلب مین مرے خدا کے لیے
کوئی ملاپ کا رستہ صنم نکال کے لکھ

کہو ہے کون کہ خط اوسکو تو نہ لکھدے لیک
پر اپنا حد سے نہ باہر قدم نکال کے لکھ

طبیب سے تو لیے بھی کتاب مین سے تو
کوئی تو نسخۂ آزار غم نکال کے لکھ

پڑھے وہ دلبر تو خط ظفر خوشی سے خط
لکھ ایسی تو نئی طرز رقم نکال کے لکھ

اوسکے کوچے مین کہان ایسے ٹھکانیکی جگھ
کہ جہان ہمکو ملے آنکھ ملانیکی جگھ

آئینے کو تم اگر منہ نہ چڑھاؤ اپنے
تو نہو اوسکو کہین منہ کے دکھانیکی جگھ

نقش بر آب ہے ہستی کی نہین کچھ بنیاد
اے حباب ہے یہ کہان گھر کے بنانیکی جگھ

دل اگر زخم نہو کوئی تو کیا ہو معلوم
کہ یہ ہے ناوک جانان کے نشانیکی جگھ

کیا کرین جائین اگر آپ نہ ہم یار کے گھر
گھر مین جب اپنے نہو اوسکے بلانیکی جگھ

تجھسے اے شمع ہوا اسکے کٹانے مین فروغ
جائے شادی ہے نہین اشک بہانیکی جگھ

قطرۂ خون جگر یہ ہے مری آب خورش
وہی پانی کی جگھ ہے وہی دانیکی جگھ

اے کماندار تھا تیر نگہ کو دل مین
کہ نہین اور کوئی اوسکے ٹھکانیکی جگھ

ہے یہ انبوہ غم و رنج ہجوم حیرت
نہین سینہ مین ظفر دم کے سمانیکی جگھ

سینے پہ دھر کے دیکھ ذرا ٹک یار ہاتھ
یہ حال ہے کہ اوچھلے ہے دل چار چار ہاتھ

ہو جائے دسترس جو تری زلف تک مجھے
مین جانون آگیا مرے ملک تتار ہاتھ

دیکھکر نقشہ تر کہتے ہین نقاش ظفر
یہ کھنچی کس سے بجز خامۂ قدرت نقشہ

مگر ہر ایک سے تو وہ کلام بیہودہ — کہ جس سے ہو تو مشہور نام بیہودہ
نصیب ہوگا نہ ہرگز وہ بوسۂ رخ و زلف — یہ ہے خیال ہمین صبح و شام بیہودہ
ترے شہید محبت کی نعش پر قاتل — ہوا ہے خلق کا کیون ازدحام بیہودہ
جو اشک خون نہو بہتا یہ ہے دیدۂ دل — بغیر بادہ ہے مینا و جام بیہودہ
ترے خرام کے آگے غرور فتنۂ حشر — ہے ایک لاف سی اے خوشخرام بیہودہ
جو دل مین آئے سو فرماؤ مجکو حضرت عشق — کرے گا عرض نہ کچھ یہ غلام بیہودہ
نہین وہ ہین ہین مگر غنچہ لب کی جا سخن — کلام کرتا ہے بیان لا کلام بیہودہ
نہ کچھ ہے گریہ سے حاصل نہ آہ و نالہ سے — ہمارے عشق مین ہین دونون کام بیہودہ

جو ذکر کیجیے کچھ اے ظفر تو ذکر خدا
بغیر اسکے ہین باتین تمام بیہودہ

نشہ مین کسنے اوتارا تھا طاق سی شیشہ — کہ گر کے ہاتھ سے ٹوٹا تراق سی شیشہ
ہمین تو جام ہی پڑتا الٹا رہا ساقی — ہوا نصیب کبھی اتفاق سے شیشہ
بہت تو نہین جو ہوتی ہی بزم وصل نصیب — ملی ہے جام سے کیا اشتیاق سے شیشہ
مگر فلک سے طلب شربت محبت کی — بھرا ہوا ہے یہ زہر نفاق سے شیشہ
اگر اشارہ ہو کچھ چشم مست ساقی کا — تو آئی بزم مین اک طمطراق سے شیشہ

ہو ترا شربت دیدار میسر جسکو	درد مین ہو نہ وہ محتاج دوا کا بندہ
سرخرو حشر کو ہوگا وہی ...	جو شہید اوسکی ہوا تیغ جفا کا بندہ
تیرے ہر جور پہ صابر ہون جفا پر راضی	دیکھ تو مین بھی ہون کیا صبر و رضا کا بندہ
تو جو ہے بندۂ حق بیٹھ خدا کے دربار	دربدر ہو کے نہ پھر حرص و ہوا کا بندہ
خواہ ہو گبر کوئی خواہ مسلمان لیکن	یان نہین کون تری آن و ادا کا بندہ

اے ظفر جیسے کہ مین اوس بت کا بنا ہون بندہ
دیکھتا ہے مجھے ہر ایک خدا کا بندہ

نہین کہین ہے تری چشم فتنہ زا کی پناہ	یہ وہ بلا ہے کہ بس اے صنم خدا کی پناہ
سوائے رنج و غم و یاس جاے مین اوسکی	دلا نہ ڈھونڈھ کسی یار و آشنا کی پناہ
پناہ مانگتا ہے جسکو دیکھکر ہر شخص	غضب ہے تیغ ادا شوخ کج ادا کی پناہ
جفا سے تیرے نہین ڈرتے باوفا ظالم	کہ اونکے واسطے ہے عشق مین وفا کی پناہ
بھرے ہے موج ہوا ساقیا لیے شمشیر	نہین بجز سپر جام اس ہوا کی پناہ
بچے نگاہ سے دل تیری کس طرح ظالم	کہ ہے جہان مین کہان ناوک قضا کی پناہ

اگر قبول ہو درگاہ ایزدی مین ظفر
تو دو جہان مین کافی ہے اک دعا کی پناہ

ردیف یائے تحتانی جلد اول

یہ اشک تر جو یہان ہے آہ دل سوزان ہے	یہ سرو چراغان ہے وہ شمع شبستان ہے

یک لخت باد تیری یاں بھولتی نہیں ہے
جلد آکہ مجھکو تجھ بن ہے پیچ و تاب ساقی

ہچکیاں لیکے دل روتا ہے شکل مینا
دے جام مے کہ انکو جام شراب ساقی

جسکی نظر میں گردش جام شراب کی ہے
دوران کے سہل جانے وہ انقلاب ساقی

مت چھیڑ کر سنا تو قانون وہیں مجھکو
لگتا ہے تار نازش تار رباب ساقی

مے کے نشہ میں لکھو اور اک غزل ظفر اب
ہر شعر جسکا سمجھے با آب و تاب ساقی

کیوں میکشی سے ہر دم کیجئے حجاب ساقی
ہے اپنا اندنو تمیں عہد شباب ساقی

دے جام گل میں بھر کر صہبائے ناب ساقی
آنکھوں میں محو کر دیں ہم آفتاب ساقی

اس ابر میں خوش آوے کیونکر نہ سیر دریا
کیفیتوں سے پر ہے جام حباب ساقی

لخت دل بر رشتہ مژگاں یہ نہیں ہے
لایا ہوں تیری خاطر جام شراب ساقی

ابرو کا تیرے جلوہ دیکھا ہے شاید اوسنے
جو ماہ نو ہے شب کو پا در رکاب ساقی

سنبل ہی کیا پریشاں ہے دیکھ زلف تیری
موج نسیم کو بھی ہے پیچ و تاب ساقی

ساغر کشی ہماری مت پوچھ تو کہ تجھ بن
پیتے ہیں خون دل ہم جائے شراب ساقی

جو زلف و رخ کو تیرے دیکھے ہے یہ کہے ہے
کیا جلوہ گر ہیں باہم برق و سحاب ساقی

اس ابر اس ہوا میں دل کو گھٹا نہ بیر
پیاپے صبا یہ کہنا آ اب شتاب ساقی

تجھ بن پٹک رہا ہے پتھر پہ سر کو شیشہ
ساغر ہی ہے نہ تنہا چشم پر آب ساقی

ساغر کشی ظفر میں اس مد میں کر گیا
شیشے پڑے ہیں خالی ہے مست خواب ساقی

روزِ وفات کا تو خطر کچھ نہین مجھے
اے ہمنشین ہے پر شبِ ہجران کا ڈر مجھے

دریا کا پاٹ تختۂ دامن تو بن گیا
اور اس سے کیا دکھائیگی اے چشمِ تر مجھے

چاکِ قفس سے دیکھ رہا ہون مین چمن
صیاد ہے نہین ہوس بال و پر مجھے

جلوہ اوسیکا دیر و حرم مین ہے اے ظفر
آتا نہین ہے اوسکے سوا کچھ نظر مجھے

جب سے وہ چھٹا ہاتھ سے دامان ہمارے
ہے تب سے جنون دست و گریبان ہمارے

بالین پہ دمِ نزع بھی آیا وہ ستمگر
سب بھی ہے دل ہی مین ارمان ہمارے

ہم بسکہ ہین کشتہ ترے اس سرِ نگہ کے
خوبانِ جہان جاتے ہین قربان ہمارے

کہتے ہین کہ تیغے کو دھر اسان پہ اپنے
یہ سنتے ہی بس اوڑ گئے اوسان ہمارے

لختِ جگر و اشک ہین حاضر ترے آگے
یہ لعل ہین وہ گوہرِ غلطان ہمارے

جمعیتِ دل تیرے سبب سب ہین وہ برہم
کیون ضد مین تری زلف پریشان ہمارے

آیا ہے ظفر پھینک کے پوشاک وہ گلگون
قاتل نے کیے قتل کے سامان ہمارے

چاندنی کی سیرِ خوبان تا سحر دیکھا کیے
اور ہم اونکا رخِ رشکِ قمر دیکھا کیے

کیا کہون کیونکر تجھے رشکِ قمر دیکھا کیے
وہ نظر آئے نہ جنکو بھر نظر دیکھا کیے

شب تجھی کیا ہم ہی اے رشکِ قمر دیکھا کیے
ماہ و پروین بھی ترا رخ تا سحر دیکھا کیے

کچھ ہوئی تسکین نہ تجھ بن اس دلِ حیران کو
گو تری تصویر ہم آٹھون پہر دیکھا کیے

اوترتے ہین گلے مین گھونٹ آب زندگانی کے
چھری جب حلق پر قاتل دم تکبیر پھرتی ہے

ظفر کو منزل مقصود پر تقدیر لے پہونچی
کدھر بھولی ہوئی سی عقل بے تدبیر پھرتی ہے

جس وقت اوسکی زلف گرہگیر کھل پڑی
سودائیون کے پانونکی زنجیر کھل پڑی

اوس خاک در کا سرمہ جو آنکھون مین گیا
گویا گرہ سے چشم کی اکسیر کھل پڑی

کب دیکھی تیری جنبش ابرو کہ خود بخود
رستم کی بھی کمر سے نہ شمشیر کھل پڑی

پھر موسم بہار مین برپا ہوا جو غل
کیا وحشیون کے پانون سے زنجیر کھل پڑی

کیا کیا پڑی جبین پہ گرہ شہسوار کے
فتراک سے جو گردن نخچیر کھل پڑی

یہ کہکشان کمان ہے کشتی مین غرور کے
بگڑی مگر تری فلک پیر کھل پڑی

اوس غنچہ لب کے ہنسنے سے دل مین مرے گرہ
تھی گرچہ مثل غنچہ پہ تصویر کھل پڑی

جانا ظفر یہ ہمنے کہ اپنے کھلے نصیب
بن کھولے اوسکے در کی جو زنجیر کھل پڑی

کسی عاشق کا تر اشکون سے یہ خواب دیدہ ہے
گل نرگس جو شبنم سے چمن مین آب دیدہ ہے

بجائے بادہ بھر کر خون دل پیتا ہون آنکھون سے
کہ دل شیشہ ہے اور جام شراب ناب دیدہ ہے

مرے اشکون کا دریا کر رہا ہے کیا طغیانی
نظر آتا برنگ حلقہ گرداب دیدہ ہے

نہ آیا ماہ وش اور انتظار اوسکا کیا یہان تک
سفید اپنا ہوا ہیان صورت مہتاب دیدہ ہے

دل بیتاب سے میرے جو ہمیشہ کے اوڑتا ہے
ہوائی ہو گیا یان تیرا ای سیماب دیدہ ہے

نہ پوچھو شوق دیدار اوس پری وش کا کہ آنکھون سے
ہر اک اشک اور ہر اک قطرہ خوناب دیدہ ہے

کیون ہوا بوریا نشین زاہد	اس مین حرف ریا نکلتا ہے
سیر کی جا ہے کوچۂ ہستی	غیر بھی آشنا نکلتا ہے
خیر ہو دل کی آج آہ کے ساتھ	کچھ دھوان تو بلا نکلتا ہے
کیا طپش ہے کہ شعر بھی دل سے	کچھ تڑپتا ہوا نکلتا ہے
لاش پر میری منہ سے عالم کے	حسرتا حسرتا نکلتا ہے

زخم دل پر نمک فشانی سے
اے ظفر اک مزا نکلتا ہے

شمشیر برہنہ مانگ غضب بالون کی مہک پھر ویسی ہے
جوڑے کی گندھاوٹ قہر خدا بالون کی مہک پھر ویسی ہے
آنکھین ہین کٹورا سی وہ ستم گردن ہے صراحی دار غضب
اور اسمین شراب سرخی پان رکھتی ہے جھلک پھر ویسی ہے
ہر بات مین اوسکی گرمی ہے ہر ناز مین اوسکے شوخی ہے
قامت ہے قیامت چال پری چلنے مین پھڑک پھر ویسی ہے
گر رنگ بھبھوکا آتش ہے اور بینی شعلہ سرکش ہے
تو بجلی سی کوندی ہے پڑی عارض کی چمک پھر ویسی ہے
نوخیز کچین دو غنچے ہین ہے نرم شکم اک خرمن گل
باریک کمر جون شاخ گل رکھتی ہے لچک پھر ویسی ہے

کسی نے کچھ تو لگایا مری طرف سے ظفر
جو بات بات میں ہیں مجھ سے وہ قسم لیتے

صبا گر چراغ چمن گل کرے
تو نظارہ کیا گل کا بلبل کرے

خرد ہی یہ تکیہ نہ بالکل کرے
خدا پر ہی انسان توکل کرے

وہ ہو روبرو اور نہ دیکھے اوسے
یہ دل سیر کیونکر تامل کرے

کہے شام کی یہ سیاہی اوٹھی
نظر جو ترے سوے کاکل کرے

وہ جب وصل سے دور بھاگے تو پھر
کوئی کیونکہ اوس سے توسل کرے

تری زلف کے سامنے تاب کیا
کہ بل باغ میں شاخ سنبل کرے

غم عشق تو خاصہ کھانے کو ہے
لہو دل سے خاصہ تناول کرے

کروں کم نگاہی کا گر میں گلا
تو پھر اور بھی وہ تغافل کرے

کرے تو ظفر پر جو لاکھوں ستم
کہاں تک وہ صبر و تحمل کرے

ہزار کوس اگر کوئی ایک دم دوڑے
مجال کیا رہِ الفت میں دو قدم دوڑے

ہوئے وصل میں اوس گل کے ہم اگر کیا کیا
ہمیشہ ہم روشِ بادِ صبحدم دوڑے

ارادہ کیا ہے خدا جانے پھر اک جانب
تمھارے گھوڑے جو کاغذ کے اے صنم دوڑے

گیا نہ خاک ہوئی پر بھی جوشِ وحشت کا
ہمیشہ اوٹھ کے بگولے کی طرح ہم دوڑے

مجھے بتاؤ مرا کیا گناہ کیا تقصیر
جو مجھ پہ کھینچ کے تم خنجرِ ستم دوڑے

ہم کو کیا کام ہے ہم کون تمسخر والے
کچھ کہین یا نہ کہین آپ کی صحبت والے

پھرتے کب عہد وفا سے ہین محبت والے
سر پھرایا کرین بک بک کے نصیحت والے

چھوٹتے دختر رز کو ہین کوئی مستوالے
عذر اس فاحشہ سے کرتے ہین حرمت والے

اک نگہ پر دل و جان دونون تجھے دیتے ہین
تیرے عاشق ہین یہ دل والے محبت والے

قیمت جنس دل اپنی کہون کیا ہین سستی
پوچھو کیا دیتے ہین بازار محبت والے

نہین آنسو ہین مری رحمت کو فرشتے نازل
پاک بالکل ہین گناہون سے ندامت والے

شمع رو پردہ اوٹھا منہ سے تو بزم مین دیکھ
مثل پروانہ نہ جلے جاتے ہین غیرت والے

عاشقون کو نہین کچھ کافر و دیندار سے کام
اوس سے ملتے ہین جو ہین عشق کی ملت والے

تیغ شمشیر ستم رکھ ہی دیا سر اپنا
ہم بھی ہین عاشقون مین کیا تری جرأت والے

ہمنے اوس بت مین جو دیکھا ہے نہین کہہ سکتے
کہ مبادا کہین سن پائین شریعت والے

وسعت ملک سلیمان کو سمجھتے کیا ہین
سامنے کنج قناعت کی قناعت والے

اس ستم پر تو ظفر دیتے ہو تم دم اونھین
کیا ستم ہو جو وہ ہوون مہر و مروت والے

دیر کیون کر رہی تھے وہ تو شتابی والی
اب تلک ہین اوسی محفل مین خرابی والے

ہین جو محفل مین تری جام و گلابی والے
انکو تو منہ نہ لگائین یہ خرابی والے

نہین معلوم پڑھا جاتے ہین کیا کیا آکر
میرے دشمن تجھے اور وہی کتابی والے

گو زر و سیم کے رکھتے ہین طبق شمس و قمر
پر ہین دونون ترے صدقہ کی رکابی والے

اڑادی خاک عاشق کی وہ جسدم	عنان توسن چالاک پکڑے
لکھے تھے وہ جو خط غیروں کو تونے	گئے آج اے بت بیباک پکڑے
عجب کیا بحر الفت میں مرا نام	جو سنکر کان ہر پیراک پکڑے
ٹھہرنے دے ہے تو کسکو جو کوئی	زمین اے گردش افلاک پکڑے
تری درد جدائی سے پھرے ہے	کلیجا عاشق غمناک پکڑے

ظفر کے منہ سے کب نکلی ہے وہ بات
کہ جسکو صاحب ادراک پکڑے

لڑکپن کا وہ تیرے سن یاد ہے	ترے روٹھ جانے کا دن یاد ہے
نہیں بھولتا کوئی معبود کو	اوسے کرتا ہر انس و جن یاد ہے
جو ٹھہرا ہے روز اوسکے آنیکا یان	دلا روز گن یا نہ گن یاد ہے
نہیں بھولتا دل سے عاشق ترا	تری ایک پل ایک چھن یاد ہے
نہ کر امتحان ہم نے جو کہدیا	ہمیں تو وہ اے ممتحن یاد ہے
گئے بھول سب عیش دنیا کی ہم	نہیں کوئی بھی یار بن یاد ہے

ظفر کو تری زلف و رخ کے سوا
نہیں اور کچھ رات دن یاد ہے

مسلمان چاہیں گر سہارے کہ چھوڑے	نہ چھوڑوں بت خدا مارے کہ چھوڑے
ترے صید محبت ہو چکے ہم	اگر ے تو ذبح اے پیارے کہ چھوڑے

چاہیے پرچہ خبر کا دل کی کیا اونکے لیے | پارۂ دل قاصدِ اشک وان لیجائینگے
جبکہ چمکینگے تو خورشید درخشان پہ بھی برق | اے فلک شعلۂ آہ و فغان لیجائینگے
کرتے ہین فکرِ عمارت مین بسر جو اپنی عمر | کیا اوٹھا کر اپنے سر پر وہ مکان لیجائینگے

اے ظفر بہتر ہے خاموشی خدا جانے کہ تو
کیا کہیگا اور وہ دل مین کیا گمان لیجائینگے

ردیف یای تحتانی جلد سوم

کہیگا ساقیا کیا مجھسے دیوانے کے پیمانے | کہین جاونگا مین مستی مین ہاتھ لیکے پیمانے
آگئی محتسب کے ہاتھ ٹوٹین اسکی ہاتھو سے | ہزارون ہی گیے ٹوٹ آج میخانے کے پیمانے
نہ سمجھو آبلے انکو کہ ہے تقدیر جو اوٹھی | تو ہین وہ دہ پڑے پیالے کے کاشانے کے پیمانے
جدائی مین تری ہین دیدۂ تر میرے ایسے ساقی | شراب خون دل بھر بھر کے پی جانے کے پیمانے
اوڑاؤ مرغ دل کو اور پرندونکے لیے رکھو | سدا پانی کے پیمانے سدا دانے کے پیمانے
تری آنکھونکے بیمار و نے شربت کی عوض ظالم | پیے زہراب سے بھر کر دوا خانے کے پیمانے
دلِ پر آبلہ وہ خوشۂ انگور ہے میرا | کہ بھرتے آپ ہی ہین جسکے ہر دانے کے پیمانے
نہین آنیکے جبتک آپ خاک سن بادہ پیمائی | کبھی ساقی نہین میخوار منوانے کے پیمانے

مئے عیش و طرب کا ایک قطرہ بھی نہین ساقی
ظفر نہ آسمان ہین یونہین دکھلانے کے پیمانے

آج بوسہ پر لڑائی ہوتے ہوتے رہ گئی | میری اونکی ہاتھا پائی ہوتے ہوتے رہ گئی

گئی یا رب وہ لوگ اگلے کہان پائے نہین جاتے
جو ڈھونڈھین تو کہین انکی نشان پائے نہین جاتے

عجب صنعت دکھائی اپنی نقاش قدرت نے
کہ نقشے ایک سے سبکے یہان پائے نہین جاتے

غرور حسن سے یہ مہوشون کو بد دماغی ہے
دماغ اب انکے زیر آسمان پائے نہین جاتے

کسیکو ہم نہین اسواسطے دیتے ہین دل اپنا
کہ جو آگے تھے اب وہ دلستان پائے نہین جاتے

مری جانب سے ہین جیسے گمان انکے کبھی انکو
زمانے مین کہین ایسے گمان پائے نہین جاتے

عدم کی راہ مین کیونکر کسیکا کھوج ہاتھ آئے
کہ وان نقش قدم رفتگان پائے نہین جاتے

سبب کیا ہے کمر ہے نے دہان ان خوبرویون کی
ظفر یہ ہم سے اسرار نہان پائے نہین جاتے

بزم مین اگر تمھین چپکے رہنا چاہیے
کچھ نہ کچھ آ ہی گئی ہے منہ سے کہنا چاہیے

اوس ستمگر کو دل اپنا اب تو ہمنے دیدیا
جو کرے ہمپر ستم وہ ہمکو سہنا چاہیے

ہاتھ سے ساقی کے لینا جام ہے مشکل نہیں
اپنی قسمت چاہیے اور اپنا الٹا چاہیے

ہے پیر و پاؤن مین زنجیر ہو گردن مین طوق
تیرے دیوانے کو یہ پیرایہ گہنا چاہیے

چاہتے ہین پاؤن کے تلوے خلش کو خار کی
دشت مین مجنون کو پھر ناپا برہنا چاہیے

چاہ کر تم پھر گئے یا ہم کو انصاف سے
چاہ مین صاحب کسے دنیا اولٹنا چاہیے

حسن او مہوش کا چمکے غضب جو روبرو سے جسکے
چاند کو پھر کیونکہ غیرت سے نہ گہنا چاہیے

اے ظفر دل بیٹھنا اچھا نہین اس وقت مین
کنج عزلت مین الگ ہی سب سے رہنا چاہیے

گل نہیں جام ہے ساقی کیسی ہے کشش کا
غنچہ گلشن مین نگہ اسکو گلابی یہ ہے

رات دن رہتا ہے جو آنسوؤنکے دریا مین
مردم دیدہ ہے یا مردم آبی یہ ہے

سروسامان ضیافت مین ہے سرگرم فلک
مہر ہے لایا جو سونیکی رکابی یہ ہے

کوئی زنگی بچہ قرآن پڑھے ہے دیکھو
خال کب اوسکے سرِ رو کتابی یہ ہے

رشہ زہین آتش غم سے جگر و دل بھنتے
میرا سینہ نہین دوکان کبابی یہ ہے

وعدہ وصل کسی سے ہے ظفر آج اونکا
وہ جو جاتے ہین شتاب اتنی شتابی یہ ہے

نصیب اچھے اگر ہوتے مصیبت کسلیے پڑتی
ہمین دل کے لگانیکی عادت کسلیے پڑتی

اگر سودا نہوتا اس تری زلفِ مسلسل کا
گلے عاشق کے زنجیر محبت کسلیے پڑتی

اگر دھوکر مر اگریہ تیرا دل صفا کر دیتا
تو کیون آتا غبار اوسمین کدورت کسلیے پڑتی

کتان کی طرح ہونا چاک تھا دل کو مری قسمت
نظر تیری ادھر آ ماہ طلعت کسلیے پڑتی

جو میرے دشمنون سے دوستی اونکی نہو جاتی
تو ایسی مجھ مین اور اونمین عداوت کسلیے پڑتی

نمک رہتی اگر کمی وہ تیغ ابرو قتل مین تیری
تو شمشیر اجل کی مجھ ضرورت کسلیے پڑتی

مری قسمت نہوتی گر بری تو میری جان تجھے
برائی دل مین تیرے بیمروت کسلیے پڑتی

پڑا ہے دم تہیہ مجنون مین تیری رفتہ جانے
کہی اس ناتوان کی تجھے وحشت کسلیے پڑتی

ظفر روتی جو ہم دل کھولکر اک بار جنگل مین
زراعت کے لیے باران کی حاجت کسلیے پڑتی

خدا جانے ظفر ملک عدم کو رہنے والونکی
فراخی سے گذرتی ہے کہ تنگی سے گذرتی ہے

جمال گلرخان دیکھو گلستان آلہی ہے
جدا ہے رنگ ہر گل کا عجب شان آلہی ہے

کیا شکوہ تو جو اوس صنم سے عجب پوچھا
کہا الحمد للہ شکر احسان آلہی ہے

ہم اوس ہی کے قایل ہین کہ جو فرمانروائی پر
بجا لاتا ہمیشہ دل سے احسان آلہی ہے

دہان تنگ اوسکا ہے وہ گویا درج گوہر
کہ پنہان جس مین در راز پنہان آلہی ہے

خوشی سے روز روز عید قربان جاتا ہو وہ
محبت مین جو کرتا جان قربان آلہی ہے

فقیر گرسنہ کو قرب حق ہے سیر کر دیتا
کہ جس شب فاقہ ہو اوس شب وہ مہمان آلہی ہے

کہان ایسا ہمارا منہ کہ ہو جاوے ادا ہمسے
ظفر حمد آلہی وہ جو شایان آلہی ہے

نہ پوچھو کیا بتان خود نما کا کارخانہ ہے
نہ بت ہے اور نہ بتخانہ خدا کا کارخانہ ہے

جلا ہوتی ہے خاکستر سے یان آئینہ کو دیکھو
تماشا ہے کدورت مین صفا کا کارخانہ ہے

فریب دشمن کمین دنیا کے تو ایدل آخر آجانا
ذرا ہشیار رہنا یان دغا کا کارخانہ ہے

نہین رہتی ہمیشہ ایک سی رنگت زمانہ کی
کچھ اسکے رنگ مین رنگ حنا کا کارخانہ ہے

امید لطف کیا رکھتا ہے تو اوس سے کہ ان لبل
ستم کا کارخانہ ہے جفا کا کارخانہ ہے

بچائے غمزۂ قاتل سے کوئی کیونکہ جان اپنی
نہین ٹلتا کسی سے یہ قضا کا کارخانہ ہے

صفائی دیکھ جو آئینہ میدید کو دیدہ کی
جہان سے اوٹھ گیا بالکل حیا کا کارخانہ ہے

کشتہ ہون اوسکی چشم کا مین میری گور پہ
ہووے چراغ جام سے چشم غزال کے

کوئی بھی ہمدم اپنا بجز نالۂ و فغان
آیا نہ کام وقت یہ رنج و ملال کے

کھینچا ہے مجھکو شہر سے آخر کو سوئے دشت
جوش جنون نے ہاتھ گریبان مین ڈال کے

اے غنچہ اوسکے سامنے آنا جہان کے تو
کیا بولتا ہے بول ذرا منہ سنبھال کے

جو دل نہے وہ ہیچ ہے سوا اسکے ای ظفر
قایل نہ استخارہ کے ہم ہین نہ فال کے

خوش آتی کب ہمین پھولونکی باغ مین بو ہے
سمائی اور ہی اپنے دماغ مین بو ہے

بہائی چشم سے مجنون نے اشک خون شاید
صبا لہو کی جو دامان راغ مین بو ہے

اثر ہو گر دل روشن مین صحبت بد کا
تو کڑوی تیل کی جانو چراغ مین بو ہے

ٹپک پڑا گل رخسار سے عرق کسکے
گلاب کی سی جو ساقی ایاغ مین بو ہے

ہوا نہین ہے جو کم رنگ گل گلستان سے
تو پھرتی کسکے صبا یہ سراغ مین بو ہے

بسا ہے دل مین مگر کوئی شوخ گلرخسار
برنگ گل جو مری دل کے داغ مین بو ہے

وہ خاکسار ہون مین بھی کہ عطر گل کی ظفر
مہک رہی مرے کنج فراغ مین بو ہی

صحبت منافقانہ ہے ہر جا نفاق سے
کچھ اتفاق ہے تو کہین اتفاق سے

دیکھا نہ تجھکو ہم یونہین محروم ہی چلے
آئی تجھے تیری دید کو کس اشتیاق سے

بچتا ہے کب ڈسا ہوا اوس مار زلف کا
تریاق بھی اگر کوئی لائی عراق سے

ردیف یای جلد چہارم

تیرے مریض کی ہین زندگی سے سب مایوس
نشان نظر نہین آتا کہین محبت کا
نگین دل پہ کیا کندہ نام تیرا دیکھ
برائی آئی بھی دل مین جو کچھ تغافل سے

جو گور اوسکی ہی پہلے وفات سے کھودی
یہ شمع خدا نے ہے کیا کائنات سے کھودی
یہ ہو رہی ہے کہ اک نادرات سے کھودی
تو اوسنے اک نگہ التفات سے کھودی

وفا کا منہ سے نہ لینا تھا نام وان ہمسے
سب اپنی بات ظفر ایک بات سے کھودی

اعجاز نما جلوہ موسائی فلک ہے
انجم سے جو ہے انجمن آراستہ آیا
کیا تاب تجھے دیکھ سکے ایک نظر بھی
قطرے وہ جبین پر نہین مین جو عرق کے
دوری مین تری [illegible]

خورشید نہین یہ ید بیضای فلک ہے
کیا جانے وہ کون انجمن آرای فلک ہے
ہر چند کہ مہ دیدہ بینای فلک ہے
جس سے کہ تجمل عقد ثریای فلک ہے
جولان گہ نالہ اپہنای فلک ہے

کہتا ہے ظفر خلق جسے ماہ وہ پر نور
سجدے سے ترے یار کے سیمای فلک ہے

دیگر

زلفون پہ تری آئینہ مین یہ گمان ہے
تیرے مریض عشق کا اشوخ سبزہ رنگ
نکلے ہے جبکہ دل سے مرے آہ شعلہ بار

دریا پہ ہند و نکا ہے میلہ نہان ہے
یہ حال ضعف سے ہے کہ بس نیم جان ہے
بجلی بھی کہتی الحذر والامان ہے

اے ستمگر روبرو تیری نگاہ تیز کے
آبروئے خنجر و شمشیر سب جاتی رہی

کیا شکایت مین عدو کاوٹ کی قلم ہی رک گیا
ہاتھ سے بھی طاقت تحریر سب جاتی رہی

اوس خور روشن کے آگے اوڑ گیا نور شہر
بلکہ تاب ماہ پر تنویر سب جاتی رہی

دیکھتے ہی اوسکی صورت اوڑ گئے ناصح کے ہوش
وہ نصیحت اور وہ تقریر سب جاتی رہی

خاکساری نے ظفر دل کر دیا ایسا غنی +
دل سے اپنے خواہش اکسیر سب جاتی رہی

دنیا ہزار رنج و مصیبت کی جا ہے
یہ غمکدہ نہ عیش و نہ عشرت کی جا ہے

شاکی ترے جفا و ستم سے نہین ہین ہم
ہر دم زبان پہ شکر و شکایت کی جا ہے

تیرے تصور لب شیرین مین خون دل
اس تیرے تلخکام کو شربت کی جا ہے

کرتی ہے چشم مست بتان دل کو کیون خراب
یہ خانہ خدا ہے عبادت کی جا ہے

پھیلا مین پانوون کنج قناعت مین بافراغ
کیونکر نہ ہم کہ خوب فراغت کی جا ہے

خورشید و ماہ تیرے مقابل نہو سکین
اور آئینہ ہو سامنے حیرت کی جا ہے

جو خاکسار عشق ہین اونکے لیے ظفر
خاک اوس گلی کی بستر راحت کی جا ہے

کام جو کوشش سے ہو تدبیر اسکا نام ہے
اور بے کوشش جو ہو تقدیر اسکا نام ہے

دیکھکر ابرو کو تیرے کہتے ہین شمشیر کو
واہ کیا شمشیر ہے شمشیر اسکا نام ہے

ہمنشین ہم نام سے ہی شیفتہ ہے اوسکو ننگ
تو نے کیون خط مین کیا تحریر اسکا نام ہے

رہی ہے انتظار آنیکا کس میکش کے اے ساقی
ہمیشہ بزم مین جو چشم جام بر مل کشادہ ہے

دل سودا زدہ ہووے نہ پابند بلا کیونکر
ادھر زلفین کشادہ ہین اودھر کاکل کشادہ ہے

ہزارون ور آتے ہین ہزارون ور جاتے ہین
تماشا ہے رہ بحر جہان بے پل کشادہ ہے

غنیمت جان اے مینائے مے تو بزم عشرت مین
کوئی دم گر دہان خندۂ قلقل کشادہ ہے

ظفر چشم کشاد کار رکھ مشکلکشا سے تو
کہ کرتا دم مین وہ مشکل کے عقدہ کل کشادہ ہے

ناز و ادا مین کیا بت گمراہ ایک ہے
وہ تو ہر ایک بات مین واللہ ایک ہے

رخسار تیرے دونون ہین تابندہ اسقدر
گر آفتاب ایک ہے تو ماہ ایک ہے

گذرے ہی صاف سینہ نہ آسمان کے پار
تیر بلائے عشق مری آہ ایک ہے

پروانہ جلکے خاک ہو نالان ہو عندلیب
دونونکی کسطرح سے کہون چاہ ایک ہے

کیونکر کرے نہ میری دم سرد ہمدمی
تجھ بن رہا یہی تو ہوا خواہ ایک ہے

کہتے ہین راہ دل سے ہے دل کو اور یہ بھی
حالت سے ایک کی نہین آگاہ ایک ہے

فرہاد و قیس سے ترے شاگرد ہین ظفر
اوستاد فن عشق مین تو واہ ایک ہے

نکر خیال کہ آئی گھٹا بہت سی ہے
ابھی تو شیشہ مین مے ساقیا بہت سی ہے

الٰہی خیر ہو شامت نہ دل کی آجائے
کہ برہم آج وہ زلف دوتا بہت سی ہے

کہو نہین کیا کہ گذرتی ہے دل پہ کیا تجھ بن
یہ داستان غم ایدل ربا بہت سی ہے

ترسیا زیر خاک اتنک دل اندوہگین یون ہے
کہ جسکے زلزلہ سے کانپتی ساری زمین یون ہے

جسپا جھلکتا ہے بالین تو مین بھی ساتھ ہی جاؤن
ارادہ کر رہی اب تو مری جان حزین یون ہے

ہمیشہ آگ پر لوٹے ہے جسکو دیکھکر بجلی
چمکتی آسمان پر میری آہ آتشین یون ہے

مثال موج و دریا ہو نہین سکتی جدا دونون
قرین یون اسکی مین ہون اور میرے وہ قرین یون ہے

مٹا دون لیکے بوسہ خال وسکے رخ سی کاجل کا
کہ تا جانے بت کافر کہ کوئی نکتہ چین یون ہے

جلے ہے شمع پر پروانہ نالان گل پہ ہے بلبل
کہ ہو تا راز عشق افشا کہین وون اور کہین یون ہے

الٰہی کب کیا مین نے سوال بوسۂ ابرو
جو مجھپر کھینچتی تلوار وہ چین جبین یون ہے

وہ الجھی شانہ سے اور شانہ اوس سے کیا تھا میری
ہوئی کیون مجھسے برہم تیری زلف عنبرین یون ہے

فدائی چار یار و خاک پائے پنجتن ہون مین
ظفر میرا تو مذہب یہ ہے اور ایمان و دین یون ہے

ہو جاتی آہ سے قطرۂ تر بھی خشک ہے
کر دیتی یہ ہوا تو سمندر بھی خشک ہے

چھوڑی کہان ہے میکدہ مین محتسب نے می
شیشہ بھی آج خشک ہے ساغر بھی خشک ہے

خون خشک ہو گیا تن مجنون مین اسقدر
رگ سے نکلتا ڈوب کے نشتر بھی خشک ہے

دنیا کے آشنا کو ہوا لودگی نکیون
دریا مین کوئی رہتا شناور بھی خشک ہے

ہے قہر تشنگان شہادت کی تشنگی
ہو جاتا دیکھکر دم خنجر بھی خشک ہے

ہے نان خشک تر جو ملے آبرو کے ساتھ
بے آبرو اگر ہو تو وہ تر بھی خشک ہے

طغیان اشک خون سے نہین رہتی اے ظفر
آنکھون پہ آستین مری دم بھر بھی خشک ہے

کی تو ہے تدبیر کچھ یارون نے وصل یار کی
اے ظفر میرا مقدر بھی اگر یاری کرے

واہ کیا طرز ستم تجھکو ستمگر یاد ہے
اک جہان تیرے ستم سے کر رہا فریاد ہے

کھیلتا ہے تو جو اوس مار سیاہ زلف سے
کیا تجھے ایدل کوئی کالے کا منتر یاد ہے

جب سنی تجھ سے شکایت بیقراری کی سنی
بات تجھکو ایک بھی ایجان مضطر یاد ہے

مین عیان و نزاکت ہی اوس چشم میگون کا خیال
ہی نہ تجھکو یاد ہے ساقی نہ ساغر یاد ہے

دیکھکر سنبل کو مین کھاؤن نکیونکر پیچ و تاب
مجھکو آجاتی تری زلف معنبر یاد ہے

ذبح کرنے کا مرے ڈھب خنجر بیداد سے
اوس بت کافر کو کیا اللہ اکبر یاد ہے

اے ظفر پڑھتا ہے خط میرا وہ اس عنوان سے
غیر کو سنا بنا مضمون سنکر یاد ہے

کیا جانئے کسکے پاس وہ کل رات کو گئے
چپکے جو اپنے گھر سے نکل رات کو گئے

غیرون ہی سے دیکھیان جو تری گرمجوشیان
ہم شمع وار بزم مین جل رات کو گئے

جاسوس بھی راہ مین تجھے سمجھے وہین
قسمت سے اپنی پانون پھسل رات کو گئے

پوچھو نہ حال ہم سے مریضون کا ضعف سے
دن کو گرے اگرچہ سنبھل رات کو گئے

پیش نظر رہے وہ تصور سے صبح تک
کب سامنے سے چشم کے ٹل رات کو گئے

شاید سہاگ اونکا کسی سے بنا ہوا
وہ عطر جو سہاگ کا مل رات کو گئے

ونکو نکل ہی جائینگے یہ گھر سے چشم کے
طفل سرشک گو کہ بہل رات کو گئے

[illegible]

نکلتا کام کیا اور تو کسکے کام کیا آئے	مگر کچھ کام اے آہ جگر لیتے تو ہم لیتے
کیا غیروں نے کیوں بدنام کہکے بیوفا تجکو	یہ تیرا نام اے بیداد گر لیتے تو ہم لیتے

کسے دیتا وہ ساقی ساغر مے ہاتھ سے اپنے
مگر قسمت سے اپنی اے ظفر لیتے تو ہم لیتے

کیا بولوں آگے اوس صنم نکتہ چین کے	لیجائی ہے وہ بات مری منہ سے چھین کے
کاجل کا خال اوس رخ روشن پہ دیکھکر	ہے دل میں داغ رشک سے ماہ مبین کے
غیرت ہی میرے دل کی غم عشق سے ترے	ہوتا شرف مکان کو ہے باعث مکین کے
کردے گا اضطراب یہی ہے تو بعد مرگ	آرام ہو چکا ہمیں نیچے زمین کے
کھینچتا ہے نقشہ کس سے تری چین زلف کا	چین مانتے ہیں دیکھکے نقاش چین کے
دشمن ہے آبرو کا مری گریہ عشق میں	یہ آنسوؤں کے تار رہیں تار آستین کے

عاشق ہوئے جو اوسپہ گئے دو جہان سے
دنیا کے اے ظفر ہیں وہ نہ دین کے

آج کیا جانیں کہ میخانہ پہ کیا پتھر پڑے	ہیں کہیں ٹوٹے ہوئے شیشے کہیں ساغر پڑے
کیا غضب چمکی ہے اوس قاتل کی شمشیر نگاہ	دیکھیے بجلی یہ کسپر اے دل مضطر پڑے
کرکے پرسوں کل کا وعدہ آج تک آئے نہ وہ	ہمنشین انصاف کر تو تجکو کل کیونکر پڑے
سبزۂ خط نے ترے جنکو کیا بیہوش وہ	شور محشر سے نہ چونکے بنگ پیکر پڑے
اوسکی چین ابروئے پرخم مسیر دیکھکر	کہتے ہیں کیا اس صفاہانی میں ہیں جوہر پڑے

[illegible]

دیکھے اوس چشم کو جو ترک فلک — ابھی تیر کی تمام ہوتی ہے
کسدن اوس غمزہ سے نہین شایع — خبر قتل عام ہوتی ہے
تھی جو خدمت جنون کی مجنون کو — سو وہ اب میرے نام ہوتی ہے

پانی پانی لبون سے اوسکے ظفر
کیا مئے لالہ فام ہوتی ہے

تجھے سے اے فلک نالہ و فغان یہ ہے — بلند بام محبت کا نردبان یہ ہے
ہزار ہم نے چھپائی چھپی نہ اوسکی چاہ — جہان مین کہتی ہین چرچا جہان جہان یہ ہے
ہمارے دل سے کہان جائیگا غم دلدار — کہ اوسکے واسطے رہنے کا تو مکان یہ ہے
ہلا دے ابروئے پر چشم کو تو ذرا قاتل — ہمارے قتل کو شمشیر اصفہان یہ ہے
الٰہی ہوئے سکے تیر کا روزن — اندھیرے گھر کا مرے دل کے نابدان یہ ہے
نکلتے ہر بن مو سے ہین سیکڑون شعلے — جگر مین عشق کے اُف سوزش نہان یہ ہے
جو پہونچے دود جگر زیر آسمان اپنا — تو شبہہ سبکو ہو وہ ہے کہ آسمان یہ ہے
کرین وہ ہمیشہ جفا ہم کرین وفا اوسسے — ہماری اونکی محبت کا امتحان یہ ہے

عجب نہین جو کہین الامان فلک یہ تلک
ظفر غضب تری آہ شرر فشان یہ ہے

گر نہ لکھون حال دل مین ہاتھ اپنا تھام کے — جو پڑھے خط کو وہ رہجائے کلیجا تھام کے
اوٹھتے اوٹھتے گر پڑا تیرا مریض ناتوان — گر نہ بشواری عصا آہ اوٹھا تھام کے

رہا ہے کوئی دنیا میں نہ رہویگا یہاں کوئی
کہ فرمانِ قضا بے قیدِ خاص و عام آتا ہے

وہ بحرِ بیکران دریائے الفت ہی نظر جسکا
نہ کچھ آغاز آتا ہے نہ کچھ انجام آتا ہے

ہمارا طائرِ دل زلف کے پھندے میں کیا آوے
ظفر یہ مرغِ زیرک کب بزیرِ دام آتا ہے

ہم نئے ہیں آج ای صیاد کیا پکڑے گئے
بارہا چھوٹے قفس سے بارہا پکڑے گئے

تیرے کوچہ میں گئے خط جبنا پکڑے گئے
کچھ مرے یاروں کے دل اے دلربا پکڑے گئے

نکلے مثلِ نالۂ زنجیر جب زنجیر سے
پھر نہ ہم سودائی زلفِ دوتا پکڑے گئے

زلف کو چھیڑا صبا نے ہماری کیا خطا
ہم گرفتارِ بلا ہیں بے خطا پکڑے گئے

تیرے جھونکے لیگئے آخر زرِ گل سب اوڑا
یہ نہ بادی چور اے بادِ صبا پکڑے گئے

جیتے جی چھوٹے نہ زندانِ محبت سے کبھی
ایسی ساعت سے تمہارے مبتلا پکڑے گئے

کیوں ہنسی تھی اے صبا سنکر فغانِ عندلیب
کان گلشن میں گلوں کے جو سدا پکڑے گئے

کیوں وفا کی تمسے جو ایسی بلاؤں میں پھنسے
ہم کیے کو اپنے ہیں اے بیوفا پکڑے گئے

ہمسے چوری کوئے زلفِ یار میں جاتے تھے یہ
حضرتِ دل اے ظفر اچھا ہوا پکڑے گئے

ہم جو ہیں یاد تیرا جلوۂ قامت کرتے
سر پہ ہیں اپنے بپا آپ قیامت کرتے

جو ہیں بیمہر ہم اونسے ہیں محبت کرتے
جنکو الفت نہیں ہم اونسے ہیں الفت کرتے

خاک میں اونکو ملانا تھا ہمارا منظور
دور کس طرح سے وہ دل کی کدورت کرتے

نہ ہرگز دخت رز کو بزم میں ہندو نکی جانا تھا
ہوئی بدنام وان جاکر یہ میرا اپنے ہاتھوں سے

ظفر اوس لعل قمرگان کا تصور اب کہیں چھوڑو
چبھوتے اپنی آنکھوں میں ہو کیوں خار اپنے ہاتھوں سے

رکھے تم زلف میں شانہ جو ہو بیار پھرتے
دل ہمدم چاک یہ ہیں رشک سے آرے پھرتے

پھر وش عشق میں پھرتی ہیں تری سرگرداں
دن ہیں کب دیکھیے گردش کے ہمارے پھرتے

پھرتے ہیں غیر کی گردن میں جو وہ ڈالکے ہاتھ
تو گلے پر مرے خنجر ہیں وہ دودھارے پھرتے

اے ستمگار اگر ہم سے نہ تو پھر جاتا
اس طرح کاہیکو ہم رنج کے مارے پھرتے

بحر خوبی جو کیا تو نے کنارا ہم سے
ہم ہیں روتے ہوئے دریا کے کنارے پھرتے

ہمسے اے جان جہاں اک ترا دل پھرتا ہے
غم تمھارا ہے جہاں جتنے ہیں سارے پھرتے

پاس کب کرتے کسیکا ہیں ظفر وہ بیباک
سر پہ جو آپ ہی اپنے ہوں اوتارے پھرتے

نظر پھر آج شکل نامہ بر دو دن کے بعد آئی
خدا جانے کہ وہ انکی کیا خبر دو دن کے بعد آئی

ترے ہاتھوں سے آفت ایکدن آ جائیگی عاشق پر
نہ آئی آج گر اے فتنہ گر دو دن کے بعد آئی

الٰہی تجھ عشق میں عجب باتیں ہمنی تجسے اول دن
وہی پیش ای دل شوریدہ سر دو دن کے بعد آئی

رہی قسمت کہ میں دو دن نجاؤں اور وہ پوچھیں
کہاں تھی آپ کی صورت نظر دو دن کے بعد آئی

بہت بیکل تھا میں دو دن سے تجھ بن یار تو آیا
مجھے کل آج اے رشک قمر دو دن کے بعد آئی

جو دو دن پہلے آئی تھی بلا دل پر محبت میں
وہی آخر ستمگر جان پر دو دن کے بعد آئی

سلام بطور مخمس

کبھی تو آنے کا اقرار ہے کبھی انکار — اسی طرح کئی ہیں یا تو نہیں وان خلل پڑتے

مناکے لاتے ہیں جسدم او نھیں مرے ہمدم — نوا و رو ٹھکے رستے ہیں اپنا مچل پڑتے

او ٹھاؤ حضرت دل کو بھی تو نہیں او ٹھتے — یہ کوے یار میں جس وقت ہیں مچل بیٹھے

عجب ہیں حضرت دل بھی کہ شعلہ رو یں گیے — بر نگ موم ہیں بس وہ پگھل پگھلا پڑتے

جو آئے ہے دل جیح کی ظفر آواز — شب وصال ہیں آہستہ ہیں ہل پڑتے

سلام

بانده کی کمر ہے شہ نے شہادت کیواسطے — آئے بحر کی شفاعت امت کیواسطے

ہے کیا یا وہ بس جناب ہدایت آب کا — بلوا کے گمرہون نے ہدایت کیواسطے

کھاتا اگر ہے زخم تو پانی ہے آب تیغ — مہمان کربلا کی ضیافت کیواسطے

زین العباد وہ آبروی دو جہان ہے — ورثہ تیم بجر امامت کیواسطے

جاتا ہے ہائے دھوپ میں پیاسا برہنہ پا — کوئی نہیں ہے جا اقامت کیواسطے

کرتے تھے آب خنجر و شمشیر سے وضو — شبیر قتل گہ میں عبادت کیواسطے

روح نبی و روح علی روح فاطمہ — تھی گرد لاش کی حفاظت کیواسطے

شبیر سے یہ عرض کی حر نے کہ یا امام — آیا ہے یہ غلام بھی خدمت کیواسطے

گر حکم ہو تو پہلے ہوں میں آپ پر فدا — حاضر ہے جان تک مری خدمت کیواسطے

کھو بیٹھے اپنی دولت ایمان و دین لعین — دنیا میں چند روز کی ثروت کیواسطے

خاتمۃ الطبع

[illegible]

کلمے سے رہوے منور یہ تمھارے ہمیشہ نور
کلمے سے ہو دل کی سیاہی تمھاری دور

دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو

کلمے کو تم صداقت اسلام جان لو
کلمے کو اپنے دین کی صمصام جان لو
کلمے کو تم خدا کا اک انعام جان لو
کلمے کو دل کی راحت و آرام جان لو

دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو

ایمان کو تمھارے ہو کلمے سے تقویت
کلمے سے ہو قوی تمھیں امید مغفرت
کلمے سے ہو وہی جلوہ نما حسن عاقبت
کلمے سے آئے دل کی نظر نور معرفت

دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو

ہو دونوں جہان میں کلمہ کی دولت سے دل غنی
ہو جان کو نہ کلمہ سے تکلیف جانکنی
ہووے اندھیری گور میں کلمہ سے روشنی
ہے صاف کلمہ اک اثر پاک ذہنی

دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو

کلمہ تمھارے واسطے ہے دافع بلا
کلمہ تمھارے حق میں ہے ہر درد کی دوا
کلمے کو مشکلات میں سمجھو گرہ کشا
کلمہ کرے ہے آئینے کی طرح دل صفا

دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو

کلمے کا ذکر چاہیے ہر شام ہر سحر
جب تک رہے زبان رہے کلمہ زبان پر
کلمہ یہ آب رحمت باری ہے اے ظفر
دھوتا ہے کلمہ دل کی کدورت کو سر بسر

تمت — دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو — بالخیر

[illegible] کا یہ نور رسالہ باہتمام تمام [illegible] ماہ اکتوبر [illegible] عیسوی کو چھپا اہل مذاق مشتاق نسخہ کامل حاصل کیا [illegible]